کے نام اور سفر کی دوسری ضرورتون کو بیان کیا ہے، رسالہ مصنف سے چند آنون مین غالبًا ملے گا،

البیان لتراجم القرآن، مولوی حافظ محمد عبد اللہ صاحب چھپراوی نے قرآن پاک کے اردو تراجم کی تاریخ لکھی ہے، اور تقریبًا ۲۰ ترجمون کا حال لکھا ہے، ہر ترجمہ پر مختصر نقد وتبصرہ کیا ہے، اور ان مین سے بعض بعض کی غلطیان دکھائی ہین، کتاب کا بہت ضروری موضوع ہے، اس لیے یہ استقصار اور بسط کی طالب تھی، لکھائی چھپائی اور کاغذ بھی اچھا لگانا چاہئے تھا، قیمت معلوم نہین، پتہ:- مولانا ابو محمد عبد اللہ صاحب، نمبر ۹۶، ملک لین، ہوڑہ، کلکتہ،

مصنوعی بیوی، آر، ایچ، پول کے ایک انگریزی ناول کا جناب عباس حسین صاحب بطنی نے مصنوعی بیوی کے نام سے ترجمہ کیا ہے، افسانہ دلچسپ ہے، پرداز عمدہ ہے، روزمرہ کے واقعات کو سادہ عبارت مین لکھکر دلکشی پیدا کی گئی ہے، اور یہی اسکی خوبی ہے، قیمت ۱۲ر، پتہ: مکتبہ ابراہیمیہ، اسٹیشن روڈ، حیدرآباد دکن،

پیام حق، پیغمبر اسلام علیہ السلام اور آپ کے پیغام حق کے محاسن اور خوبیان مولوی محمد فاروق صاحب مدرس جامع العلوم کانپور نے اختصار لیکن عمدہ پیرایۂ بیان مین لکھے ہین، اور اسلام کے عقائد، عبادات اور تہذیب اخلاق کے اصول مدلل اور مؤثر طریقہ سے لکھے گئے ہین، ہم مولانا کو ان کی اس کامیاب تصنیف پر مبارکباد دیتے ہین قیمت ۴ر، پتہ: شبلی بکڈپو، لکھنؤ،

مسلمانون کی تعلیم اور جامعۂ ملیہ، ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے، پی، ایچ، ڈی، استاد جامعہ ملیہ دہلی نے اس رسالہ مین ہندوستانی اسلامی قومی تعلیم کے مقاصد و اغراض سے بحث کی ہے، اور ان مقاصد و اغراض کے لحاظ سے جامعہ ملیہ کے نصب العین کی توضیح کی ہے، رسالہ ہر مسلمان کے مطالعہ اور غور و فکر کا مستحق ہے، قیمت ۸ر، پتہ: مکتبۂ جامعۂ ملیہ قرول باغ دہلی،

روداد روح، قصہ اور تمثیل کے رنگ مین دنیا کی بے ثباتی کا افسانہ ہے، جس مین ایک تاتاری بادشاہ اور الیاس نامی درویش کا باہمی مکالمہ ہے، کتاب دلچسپ اور مؤثر ہے، حکیم سید ولایت حسین صاحب فرخ دہلوی نے اسکا ترجمہ کیا ہے، مگر جس کتاب کا یہ ترجمہ ہے اس کا حال نہین بتایا گیا ہے، ضخامت ۲۰ صفحے، قیمت ۱۰ر، پتہ:- سکریٹری صاحب انجمن اردو کلکتہ،

مجلد بست ویکم | ماہ شوال ۱۳۴۶ھ مطابق ماہ اپریل ۱۹۲۸ء | عدد ۴

مضامین

شذرات

اس وقت مسلمان، زندگی کے سب سے نازک اور خطرناک دورسے گذر رہے ہین، قدیم وجدید کی جو لڑائی پچاس ساٹھ برس سے محض خیالی یا نظری طریقہ سے جاری تھی، وہ اب عملی طریقہ سے چھڑ گئی ہے، یہ صرف اب نظر وخیال کی چیز نہین رہی بلکہ نقل وعمل کی چیز ہوگئی ہے، ہم سے ایک نسل پہلے کے اصلاح طلب علما اور مدبرین کو جس بات کا کھٹکا تھا، وہ اب صرف وہم وخوف کا دھوکا نہین، بلکہ روز روشن کا واقعہ ہوگیا، وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ، لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ،

ترکی جو اسلامی دنیا کی نیابت کر رہی تھی، اس جنگ عظیم مین اسکی مادی شکست نے اسکی دماغی اور ذہنی شکست کا راز بھی فاش کر دیا، اسلامی طریق حکومت، اصول سلطنت، طرز تمدن، خیالات، معاشرت، اور ہر مشرقی واسلامی طور وطریق کی بندشون سے ترکی کا اپنے آپ کو آزاد کر کے، یورپ کی تلوار کے سامنے نہین، بلکہ اس کے تمدن ومعاشرت کے سامنے اپنے آپ کو سپر دست وپا کر کے ڈال دینا، اور اچھے برے کی تمیز کئے بغیر دوسری قوم دوسرے مذہب، دوسرے تمدن ومعاشرت کو اختیار کرلینا، اس بات کی صاف دلیل ہے کہ اسلامی مشرق مین اب یورپ کے دماغی وذہنی مقابلہ کی طاقت نہین رہی اور جدید نے قدیم کو ہر حیثیت سے شکست دیدی،

ترکی کے بعد مصر کی باری آئی چند سال وہان بھی خیالی وذہنی جنگ رہی، اور اب یہ آثار ہین، کہ ذہنی جنگ عملی جنگ بن جائیگی، مصر مین جامعہ مصریہ اور جامع ازہر دو مقابل کی قوتین تھین، جامعہ مصریہ مغربیت اور تجدد کا علمبردار، اور جامع ازہر مشرقیت اور جمود کا نمایندہ تھا، یہ جنگ تقریبا ۲۰ برس جاری رہی، بالآخر اس کا خاتمہ اس طرح ہوتا نظر آتا ہے کہ جامعہ مصریہ اب شاہی سرپرستی پاکر نئے سرے سے آراستہ ہو رہی ہے، اور اسکی عمارت کی خود شاہ فواد

کے ہاتھون بنیاد پڑ رہی ہے، اور جامع ازہر جو کبھی مصر مین سلطنت کی قوت وسطوت کا حریف تھا اب بادشاہ ہی نہین بلکہ وزیر تعلیم کی ماتحتی ونگرانی مین آرہا ہے، طلبائے ازہر یہ اعلان کر رہے ہین کہ وہ بہت جلد جبہ و دستار کو اتار کر ہیٹ اور کوٹ پہن لینگے،

مسلمان عورتین بے حجابانہ نقاب اُلٹ رہی ہین، چہرے کھل رہے ہین، اور مردون کے دوش بدوش کھڑی ہو رہی ہین، ترکی، مصر، شام، عراق، ایران، ترکستان سے ہوکر کابل تک یہ بلا پھیل رہی ہے، اور خود ہندوستان مین بھی یہ منظر آنکھون کے سامنے ہے اور اس کو دیکھ دیکھ کر بہت سے مخلص لیکن کمزور دل مسلمان یقین کرنے لگے ہین کہ یورپ سے متاثر تمام مسلمان قومین گویا مذہب اسلام اور اس کے تمدن کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ رہی ہین،

لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس بے اعتدالی کے ہنگامہ کے باعث ہم کو اصلاح سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہین، مسلمانون مین پہلے جمود اور بے حسی تھی، اب اوسکی جگہ حرکت جنبش اور احساس عمل پیدا ہوا ہے، جیسا غیر معتدل جمود تھا، ویسی ہی غیر معتدل حرکت اور جنبش بھی ہے، اس بے اعتدالی مین اعتدال، اور انقلاب مین سکون رفتہ رفتہ پیدا ہوگا،

چڑھی ہے جو ندی اُتر جائے گی،

اسلام کو تمدن کی تاریخ مین یہ پہلا موقع نہین ملا ہے، کہ وہ کسی غیر تمدن سے دوچار ہو، مصر، شام، افریقہ، اندلس، اسپین اور یورپ مین ترکی مین مسلمانون کو رومی تمدن سے سابقہ پڑا اور اس کے اثرات سے وہ متاثر ہوئے، عراق، ایران، خراسان اور ترکستان مین وہ ایرانی تمدن سے اثر پذیر ہوئے، ہندوستان مین وہ ہندی تمدن سے آشنا ہوئے، مگر باایں ہمہ اس رومی یا ایرانی یا ہندی تمدن کے اثرات نے ان کو عیسائی، یا پارسی یا ہندو نہین بنایا،

پھر آج بھی اگر وہ یورپین تمدن سے ٹکرا رہا ہے، تو خواہ مخواہ یہ خوف کیون کیا جا رہا ہے کہ اس ٹکر سے اسلام کا شیشہ چور چور ہو جائے گا،

بے اعتدالی کی جو مثالین آج پیش آ رہی ہین، کل بھی پیش آچکی ہین، مگر بات یہ ہے کہ جو برائی سب سے پہلی دفعہ کیجاتی ہے، وہ حد درجہ بری معلوم ہوتی ہے اور پھر وہی جب بار بار کیجاتی ہے، اور بار بار دیکھی جاتی ہے، تو اس کی برائی کا خیال عام لوگون کے دلون سے مٹ جاتا ہے، یہی نکتہ ہے جس کو حدیث نبوی مین یون فرمایا گیا ہے، کہ جب کوئی شخص پہلی دفعہ کوئی گناہ کرتا ہے، تو اس کے معصوم دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، پھر جیسے جیسے وہ گناہ کرتا جاتا ہے، وہ نقطہ بڑھتا جاتا ہے، یہان تک کہ پورے دل کو وہ گھیر لیتا ہے، اور اس وقت اس کے دل سے نیکی و بدی کا احساس مٹ جاتا ہے،

یہی حال ہمارا ہے، ہم ہندوستان مین جس طرزِ معاشرت مین رہتے ہین ان کو موروثی طور سے دیکھ کر کبھی بھی یہ بات خیال مین نہین آتی، کہ ہمارا موجودہ طرزِ معاشرت کیا اسلامی طرزِ معاشرت کے مطابق نہین ہے؟ لیکن ہماری اس موجودہ طرزِ معاشرت سے کوئی شخص ذرہ برابر بھی ہٹتا ہے، تو ہم اس پر اپنی ہندی طرزِ معاشرت سے نہین، بلکہ اسلام کی طرزِ معاشرت سے بغاوت کا الزام قائم کر دیتے ہین، چچیرے، ممیرے، خلیرے بھائیون اچھوے بھا خالو، رشتہ کے چچا اور مامون، بہنوئی اور چھوٹے دیورون سے ہندوستان کے مسلمان گھرانون مین عام طور سے شرعی پردہ نہین کیا جاتا، لیکن کبھی ہم کو یہ برا نہین معلوم ہوتا، لیکن اگر کوئی مسلمان عورت، ان نامحرمون کے علاوہ دوسرے غیر محرم لوگون کے سامنے آجائے تو وہ دینی بغاوت کی مجرم سمجھی جاتی ہے، حالانکہ وہ اپنی پہلی بہنون سے زیادہ مجرم نہین ہے،

اسی لیے ضرورت ہے کہ ہم مسلمان کی حیثیت سے اگر موجودہ تمدن کے کسی جزو پر معترض ہون، تو سب سے پہلے ہم دل مین یہ غور کر لین، کہ ہمارے اس اعتراض کا محرک ہماری حقیقی دین پرستی ہے، یا پچھلے طرزِ معاشرت کی موروثی محبت اور پرانی چیز کی عصبیت ہے،

اس تحریر کا یہ منشا نہین کہ ہم نئے تمدن و معاشرت کی موجودہ بے اعتدالی کو گوارا کر لین، اور یہ کہکر تسکین دے لین کہ اسی قسم کی برائیان ہمیشہ ہوتی آئی ہین، اور ہوتی رہینگی، بلکہ یہ منشا ہے کہ ہم کو مذہبی نظر سے اپنے نئے اور پرانے تمام امورِ معاشرت و تمدن پر ساتھ ہی نظر ڈالنی چاہیئے، اور دونون کی برائیون کو یکسان قابلِ اصلاح تسلیم کرنا چاہیئے، عورتون کی نسبت خصوصًا ضرورت ہے کہ انکی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق اسلام نے جو کچھ احکام دیے ہین، وہ مسلمان ان کے پیش نظر کر دیئے جائین، تاکہ ایک مسلمان مرد کی طرح ایک مسلمان عورت کی زندگی کا نقشہ بھی ہمارے جہالت خانہ کے حجرہ سے نکل کر باہر آجائے،

مگر اسلامی اخبارات کے مزاح و تمسخر سے اس سنجیدہ انقلاب کا سیلاب نہین رک سکتا، اور نہ فقط ہمارے علما کی ترشروئی سے جو تمام ہم پر چھا چکا ہے وہ اتر سکتا ہے، حقیقی متقیون اور پرہیزگارون کو چھوڑ کر، عام معترض مسلمان جس وقت اس تمدنی و معاشرتی انقلاب پر ماتم کرتا ہے، تو وہ خود اپنے نفس کو فریب دے رہا ہوتا ہے، ذرا وہ کہنے اور لکھنے سے پہلے پھر کر اپنے گھر پر خود ایک نظر ڈال لے، اور خود اپنے خیالات اور اندرونی خواہشون کا جائزہ لے لے، تو اسکو معلوم ہوگا کہ وہ اپنی اندرونی مخفی خواہشون کو دبا دبا کر کہہ رہا ہے، حسن و قبح کے معیار کی نظر بدل چکی، اور دل کا پنڈولم اپنی جگہ سے ہٹ چکا ہے، اور ہم اور وہ دونون افراط و تفریط کی بے اعتدالیون مین گرفتار ہین، بقول اکبر

ادھر یہ کد ہے کہ لیمنڈ بھی چھو نہین سکتے

ادھر یہ ضد ہے کہ ساقی! صراحیِ مے لا،

ہم کو یہ غور کرنا ہے کہ مصر، حجاز اور لیمنڈ کے بیچ مین بھی کوئی تخریب ہو سکتا ہے یا نہین ؟

———— ❊ ————

ہمارے اسلاف اپنے زمانہ کی ہمجوار قومون کے جن تمدنی امور سے متاثر ہوئے، ان کو انھون نے کسرِ انکسار سے برابر بعد قومی مزاج اور مذہبی اعتدال کے برابر کر لیا، یہی آج بھی ہو سکتا ہے اور آج بھی کیا جا سکتا ہے، اور یقیناً آج نہین تو کل یہی ہوگا اور یہی ہو کر رہے گا، اگر آج کوئی ملکہ یا شہزادی اعتدال سے آگے بڑھتی ہے، تو کیا کل سلطانہ رضیہ اسی بے اعتدالی کی مرتکب نہین ہوئی تھی؟ تاہم اس کا فعل تمام مسلمان خواتین کو پیروی پر مائل نہ کر سکا، اور عام مسلمان عورتون نے اپنے لیے دوسرا ہی راستہ اختیار کر لیا، وہی آج بھی ہوگا، نہ اس سے کل اسلام کو ڈر تھا، اور نہ آج اسلام کو ڈر ہے،

———— ❊ ————

ٹرکی کے ایک عیسائی مشنری اسکول واقع برسہ مین چار ترک طالب علم لڑکیان عیسائی ہو گئی ہین، یہ سانحہ ترکون کے لیے ہر بجلی بنکر گرا ہے، فواد بک کوپریلی زادہ ترکون کی سب سے بڑی درسگاہ قسطنطنیہ یونیورسٹی کا مدیر (چانسلر یا پرنسپل) اس سانحہ سے متاثر ہو کر ترکی رسالۂ حیات مورخہ ۹ فروری ۲۸ء مین ایک غلغلہ ڈال دینے والا مضمون تحریر کرتا ہے، کہتا ہے

"اے قوم! ہم گمراہی مین ہین! اے بھائیو! جس راستہ پر ہم چل رہے ہین وہ اس منزل تک نہین پہنچاتا، جس کو ہم ڈھونڈھ رہے ہین، اے ترکو! ہم نے یورپ کے تمدن کا صرف قشر اور چھلکا اٹھایا ہے مغز نہین، وہ ہمارے اعضا کو بے حس کر کے ہم کو اپنے تمام اخلاق و عادات اور خصوصیات سے محروم کر دیگا، ہم اس خطرہ کی حالت مین ہین کہ ہم کہین پگھلکر فرنگیون مین گھل مل جائین اور ان قومون کی طرح ایک مسخ شدہ قوم نہ ہو جائین جو یورپ مین نوآبادکاری اور محکومی کی غلامی کی مصیبت مین ہین، ہم اپنی قومی شخصیت کو نہ کھو بیٹھین، اور یورپ کے تمدن کے ظاہری لغویات کے سوا ہم کو کچھ اور ہاتھ نہ آئے،

———— • ————

یہ فاضل ترک آگے چل کر کہتا ہے،

"آج ترک اسی مصیبت مین گرفتار ہین جس کا نام تہذیب و تمدن کی مصیبت کہنا چاہئے، تجدید کی حقیقی حدود اور اس تجدید کے درمیان جس کی دعوت ہم کو اس عہد کے مجددین دے رہے ہین ہم تجدید کی ایک نئی بیماری مین گرفتار ہو گئے ہین، جس بیماری کا اثر یہ ہے کہ تفریح اور فرنگی مآبی کے حامی و طرفدار صرف ظاہری شکل صورت اور قشر اور چھلکے اور ظاہری سطح کی زیبائش و آرائش کے فریب مین گرفتار ہین جنمین سے ایک یہ ہے کہ ہم عربی حروف کو چھوڑ کر لاطینی حروف اختیار کر لین، وہ یہ خیال باطل رکھتے ہین کہ بس اس تغیر سے ترکی قوم تمام پرانے عیوب اور کمزوریون سے پاک ہو کر ایک نئی ترکی قوم بنجائیگی حالانکہ اگر انھین سمجھ ہوتی تو سمجھتے کہ حقیقی اصلاح شکل و صورت اور قشر و ظاہر کے بیاک ہونا چاہیے"

———— ❊ ————

بعض تعلیم یافتہ ترک اپنی موجودہ کمزوری کی وجہ اسلام کو قرار دیتے ہین، اور کہتے ہین کہ اگر ہمارے باپ دادا اسلام نہ قبول کر لیتے تو ہم اس مصیبت مین گرفتار نہ ہوتے، "ان جاہلون کو طعن دیکر یہ فاضل ترک کہتا ہے،

"ہم آج اسلامی تمدن سے اسلیے بالکل الگ ہوئے جا رہے ہین کہ یورپی تمدن مین ہم گھل جائین اس طرح ہم بھی اسی غلطی مین گرفتار ہو رہے ہین جسمین ہمارے باپ دادا اس دن گرفتار ہوئے جبکہ وہ دائرۂ اسلام مین داخل ہوئے لیکن کیا اب اسلامیت نکلکر یورپیت مین داخل ہونا موجودہ نسل کی دوسری غلطی نہ ہوگی،"

———— • ————

مصر جہان اسلامیت کے نام سے کسی چیز کی دعوت دینا، تہذیب کے خلاف سمجھا جاتا تھا، ایک نئی اسلامی انجمن مکارم الاخلاق عبد العزیز شاویش کی زیر اثر قائم ہوئی ہے جسکا مقصد اسلامی اخلاق و تمدن کی حمایت ہے، اس انجمن مین مسلمان طلبہ بکثرت شامل ہو رہے ہین، ایک اور انجمن نوجوان مسلمان شبان المسلمین کے نام سے قائم ہو رہی ہے، فلسطین مین بھی یہ ولولہ نمودار ہے اور اسی نام کی انجمن ظہور پذیر ہو رہی ہے، مصر کے لفتح (اشاعت اسلام و دین) عراق سے المرشد، مشہد سے ترویج اسلام نام رسالے نکلنے لگے ہین، یہ علامتین اس بات کی ہین کہ افراط و تفریط کے درمیان اعتدال اور توسط کا دور آ رہا ہے، اور آنے والا ہے، و اولٰئک ھم المفلحون،

———— • ————

اسی بے اعتدالی کی ایک مثال یہ ہے کہ آجکل ہندوستان کی مجلس آئین مین کم سنون کی شادی کے انسداد اور بلوغ کی مدت کے تعین کا مسودۂ قانون پیش ہوا ہے، ہم مانتے ہین کہ اس مسودۂ قانون کے پیش کرنے والون کی نیت اچھی ہے اور ملک کی ایک معاشرتی اصلاح کی طرف یہ مبارک قدم ہے، لیکن کسی ایسی معاشرتی اصلاح کو جو بعض حالات مین انسانون کیلئے رحمت کے بجائے زحمت کا موجب ہوسکتی ہے، کسی غیر سلطنت کی قوت سے جاری کرنا، ملک کی اخلاقی طاقت کے زوال کا راز نمایان کر رہا ہے، بعض خاص حالات کو مستثنیٰ کرکے عموماً کمسنی کی شادی، اور خصوصاً وہ شادی جو باپ کے علاوہ دوسرے اولیاء اپنی سرپرستی مین انجام دیتے ہین قطعاً روک تھام کے لائق ہے مگر یہ یاد رہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہماری معاشرت، ہمارے اخلاق، ہمارے تمدن، اور ہمارے مذہب ہر ایک سے متعلق ہے، ایسے مختلف پہلوؤن سے تعلق رکھنے والی اصلاحون کا غیر قومی سلطنتون کے ذریعہ سے اصلاح کا مطالبہ گویا اس سلطنت کو آئندہ اپنی معاشرت، اپنے اخلاق، اپنے تمدن اور اپنے مذہب پر حملہ کرنے کی خود ترغیب دینا ہے، کیا اسکے لیے آپ تیار ہین؟
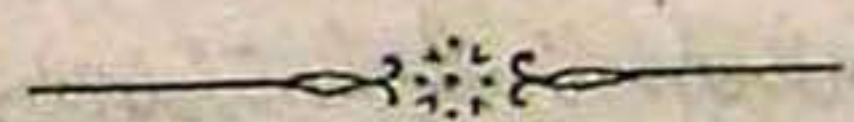
جہان تک مسلمانون کا تعلق ہے، ان کا قانون اس باب مین بجائے خود کامل ہے، ان کو اپنے قانون مین کسی خارجی اصلاح و تکمیل کی ضرورت نہین، اور نہ ایسے مسودۂ قانون کی ان کو حاجت ہے جو ان کے مذہبی قانون کی وسعت کو کم اور زیادہ کرے، اگر ان کو کم سنی کی شادی کے رواج کو کم کرنے کی ضرورت ہے، تو وہ یہ کام علماء، واعظین، اسلامی انجمنون، رسالون اور اخبارون سے لے سکتے ہین، گو یہ راستہ دیر طلب ہے، تاہم خطرات سے پاک ہے،

رہ راست برو اگرچہ دور است

مقالات

مجلس العلماء مدراس کا خطبۂ صدارت

(۱)

۱۹، ۲۰، ۲۱ ستمبر ۱۹۲۷ء کو مدراس کی مجلس العلماء کا سالانہ اجلاس ترچناپلی مین منعقد ہوا تھا، اور احباب مدراس نے اسکی صدارت کا شرف اس ہیچ میرز کو بخشا تھا، اُس موقع پر جو خطبہ مین نے دیا تھا، اسکا تامل ترجمہ چھاپکر جلسہ مین تقسیم کیا گیا تھا، اور اصل اردو یون ہی رہ گئی، چونکہ اس مین بعض باتین ملک کے عام مسلمانون کے سننے کے قابل بھی ہین، اسلیے اصل اردو خطبہ آج ان کے سامنے بھی پیش کرنا چاہتا ہون، امید ہے کہ اس باسی کھانے کو لطیف الطبع حضرات غریب میزبان کی خاطر سے گوارا فرمائین گے،

سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھ دیا،

سید سلیمان

اسلام اور بلادِ معبر و ملیبار

حضرات! آپ کا مدراس گو نیا شہر ہے، اور آپکے ملک کا یہ نیا نام ہے، تاہم اسلام کا تعلق اس سرزمین سے بہت پرانا ہے، عرب تاجر اور سیاح اس ملک سے بہت پرانی واقفیت رکھتے تھے، ان کی زبان مین آب کے ساحلی ملک کا نام ملیبار اور اندرونی سرزمین کا نام معبر ہے، جس کے لغوی معنی "سمندر کو عبور کرنے کی جگہ" ہے، چونکہ سمندر کو طے کرکے اہل عرب وہان تک پہنچتے تھے، اسی بنا پر غالباً انھون نے اس کا نام معبر

رکھا، ہندوستان کے تمام صوبون مین مدراس کو اپنے اسلامی تعلقات کے لحاظ سے ایک خاص کی شادی کے افسرادو
اسلام کو ہندوستان کے ساحلی مقامات سے جو سندھ سے لیکر گجرات، ادر کاٹھیاوار تک یکسان ہون کی قیمت اچھی
اور یہ تمام سواحل مسلمان تاجرون کے گذرگاہ رہے ہین، مگر ان تمام سواحل پر ساتھ ساتھ اسلامی بری فوجون کا
بھی کبھی کبھی گذر رہا، چنانچہ تھانہ (بمبئی) ادر بھردچ مین خلافت راشدہ ہی کے زمانہ مین ایک دفعہ اسلام فاتحانہ
داخل ہو چکا تھا، ادر سندھ مین پہلی صدی کے خاتمہ پر بنو امیہ کی بحری ادر بری فوجون نے مختلف اسباب سے حملہ کیا، اور
ایک مدت تک وہان اسلامی حکومت کو قائم رکھا، مگر سمندر کا یہ کنارہ جسکو اب مدراس کہتے ہین، اور جس سے عربون کی
واقفیت بہت قدیم تھی، ہمیشہ صلح و آشتی اور امن و امان کے تعلقات سے وابستہ رہا، اور ساڑھے سات سو برس
تک اس کی زمین پر ایک مسلمان سپاہی کا بھی گذر نہین ہوا، تاہم یہ واقعہ ہے کہ ان ساڑھے سات صدیون مین مسلمان
تاجرون، سیاحون، اور علما، اور صوفیون کے ذریعہ سے یہ ملک اور اس کے سواحل اور اس کے جزائر مین اسلام
بڑی سرعت کے ساتھ ترقی پذیر رہا، اور نہایت پر امن طریقہ سے یہان پھیلتا اور بڑھتا رہا،

جہان تک مجھے واقفیت ہے، اس ملک پر سب سے پہلے سلطان محمد تغلق کی نگاہ پڑی، مگر موسم اور آب و ہوا
کی ناموافقت کے سبب سے اسکی فوجون نے آگے بڑھنے کی ہمت نہ کی، آٹھوین صدی کے بیچ مین جب دکن مین
بہمنیہ سلطنت قائم ہوئی اس وقت سے یہان مسلمان سپاہیون کی آمدورفت شروع ہوئی، سب سے پہلے بہمنی سلطنت
کے سپہ سالار اور رکن رکین ملک سیف الدین غوری نے ان علاقون مین فاتحانہ پیش قدمی کی، ۷۴۸ھ مین علاء الدین
حسن گنگو پہلا بہمنی سلطان تخت نشین ہوا، اور ۷۵۹ھ مین اس نے وفات پائی، اور اس لحاظ سے ملک سیف الدین
غوری کا ان علاقون پر حملہ ۷۵۰ھ کے آس پاس قیاس کیا جاسکتا ہے، اس بنا پر ساڑھے سات سو برس تک
اس ملک سے اسلام کا تعلق پر امن اور دوستانہ قرار دیا جاسکتا ہے،

اس پائدار امن اور دوستی کا اصلی سبب یہ تھا کہ اس ملک اور اس کے جزائر کی تجارت کے اصلی بیوپاری
عرب تھے جو یہان سے صندل، لونگ، الائچی، اور خوشبودار مسالے کی دوسری چیزین عہد قدیم سے لیکر اس وقت

کشتیون پر بار کر کے لیجاتے تھے، اور ان کو عرب و شام و روم اور یورپ کے بیوپاریون تک پہنچاتے تھے، اور
وہان سے اودھر کے مصنوعات اس ملک مین لیکر آتے تھے، اس بیوپار سے ان علاقون کے راجہ اور عرب دونون
نفع کثیر اٹھاتے تھے، اسلیے دونون دل سے امن و امان کے خواہان تھے، عرب و ملیبار و مدراس کے ساحلی علاقے
کا یہ تعلق میری تحقیق مین توراۃ کے عہد سے لیکر سترہوین صدی عیسوی تک رہا، یعنی اس وقت تک رہا جب تک
پرتگالیون نے آکر ان عرب تاجرون کے جہازون کو برباد، اور اس تجارت کا زور ختم نہ کر دیا، ہمارے موپلہ
اور نوائت بھائی ہی عرب و مدراس کے صدیون کے تعلقات کی اصلی یادگار ہین،

حضرات! آج ضرورت ہے کہ ان علاقون مین اسلام کی ساڑھے سات سو برس کی پر امن رفتار ترقی
پر ایک نظر ڈالی جائے، تاکہ ان کورباطنون کو مسکت جواب مل سکے جو دین اسلام کو صرف فاتحانہ اقدام کا نتیجہ
سمجھتے ہین، افسوس ہے کہ اس ملک کی کوئی پرانی تاریخ موجود نہین، لے دے کر صرف ایک تحفۃ المجاہدین ہے جو گیارہوین
صدی ہجری کے آغاز کی تصنیف ہے، مگر بحمد اللہ کہ تلاش و جستجو سے عرب سیاحون کے سفرنامون مین کچھ حالات
ہم پہنچے ہین، جو تحفۃ المجاہدین کی روایتون کی تائید کرتے ہین،

گذر چکا ہے کہ اہل عرب مدراس کے ساحلی مقامات کو ملیبار، اور اندرونی حصہ کو معبر کہتے ہین، اور ان کے
اس پاس کے جزائر کو وہ دیبات (دیپ کی عربی جمع) کہتے ہین، کیونکہ دیپ سنسکرت مین جزیرہ کو کہتے ہین، جیسے
بنا پر ان جزیرون کو مالدیپ، سنگلدیپ وغیرہ کہتے ہین، متفقہ روایت سے ثابت ہے کہ یہان اسلام کا قدم
تجارت کے ذریعہ سے پہنچا، ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہے کہ اس مذہب کی سچائی کے ثبوت مین شق القمر کے معجزہ نے
دلیل کا کام دیا، لیکن اختلاف تین باتون مین ہے، اول یہ کہ معجزہ خود یہان دکھایا گیا، یا مسلمان مبلغون نے
اس معجزہ کو یہان اپنے پیغمبر کے ثبوت مین پیش کیا، اور راجہ کے کتب خانہ مین ہیئت و نجوم کے تقررات کو قلمبند
رکھنے والی کتاب نے اس کی تائید کی، دوسری یہ کہ اس دلیل نے ملیبار کے راجہ کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا،
یا مالدیپ کے راجہ کو، اور ان دونون مین سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا، تیسری بات یہ کہ یہ راجہ تحقیق حال

کے یے خود عرب گیا، یا اس کے نائب اور سفیر گئے، بہ حال یہ واقعہ ہے، اور اس کی تاریخ پہلی صدی ہجری کا ابتدائی زمانہ ہے،

مسلمان تاجرون اور سوداگرون کے قدم بقدم، علما، اور درویشون کے دلون کو جس کشش نے ادھر کھینچا وہ شہرت عام تھی کہ حضرت آدمؑ جب زمین پر آئے تو ان کا سب سے پہلا قدم سنگلدیپ یا سراندیپ (لنکا) مین پڑا، ان کے قدم کا نشان وہان کے ایک پہاڑ پر موجود ہے، اسی ایک نقشِ قدم پر سینکڑون اور ہزارون زائرین نے ادھر آمد ورفت شروع کی، اور اس کا بالواسطہ نتیجہ ان اطراف مین اسلام کی اشاعت کی صورت مین نکلا، چنانچہ سب سے پہلا عالم درویش جسکا سلسلہ مین نام آتا ہے، وہ مالک بن حبیب ہے، وہ اور ان کے رفقاء بھی اسی زیارت کی غرض سے ادھر آنکلے تھے، اور انھین کی تبلیغ نے اس ملک مین اسلام کا سب سے پہلا درخت نصب کیا، اور انھین کی کوشش سے اس ملک مین اسلام کی سب سے پہلی مسجد کدنگلور (کرانگانور) مین تعمیر پائی،

عرب تاجرون کے جہاز عراق اور عمان کے بندرگاہون سے مال واسباب لیکر یہان آتے تھے، اور سمندر کے کنارے کنارے، جزیرون مین ٹھہرتے ہوئے چین کو جاتے تھے، اور پھر اسی راستہ سے واپس آتے تھے، اور عراق وعمان کو چلے جاتے تھے، اس بنا پر یہ عرب تاجرون، سیاحون، اور درویشون کا ایک پامال راستہ تھا، اور بکثرت آمد ورفت جاری تھی، بہت سے عرب، عراقی، عجمی تاجرون نے یہان بود وباش اختیار کرلی، یہان شادی بیاہ کرنے لگے، یہان کے راجاؤن کے دربار مین اپنا اثر اور اعتبار پیدا کرلیا، اور یہان مسلمانون کی چھوٹی چھوٹی نو آبادیان قائم ہوگئین، اور ان کے اثر سے دیسی باشندون نے اسلام قبول کرنا شروع کیا،

ان اطراف کے علاقون اور جزیرون کا جس نے سب سے پہلے حال سنایا وہ عرب تاجر سلیمان سیرافی ہے، جس نے اپنا سفرنامہ ۲۳۷ھ مین مرتب کیا، اس نے سب سے پہلے سراندیپ اور حضرت آدمؑ کے نقشِ قدم کا ذکر کیا ہے، یہ جزیرہ موتی، عنبر، کافور اور ناریل کے لیے عربون مین مشہور تھا، سلیمان کے پچیس برس کے بعد ابوزید سیرافی آتا ہے، وہ اس جزیرہ مین عرب تاجرون کی آبادی ظاہر کرتا ہے، جو یہان کے ڈاکوؤن کے ہاتھون

مصیبت مین تھے، تیسری صدی کے آخر اور چوتھی صدی کے شروع مین بزرگ بن شہریار ایک عجمی جہاز ران اپنے بحری سفر کے حالات قلمبند کرتا ہے، اس کے عہد مین ان اطراف اور جزیرون مین اسلامی نوآبادیون کا نشان زیادہ نمایان دکھائی دیتا ہے، ان کے علماء اور قاضی بھی ملتے ہین، جنکو ہنرمند کہتے تھے، ملیبار کے راجہ زمورن کے ہان جزیرہ سنداپور (سنگاپور) جزیرہ زانج (جاوہ) مالدیپ، سراندیپ، اور انڈمان ہر جگہ ان تاجرون کے جہاز پہنچ رہے ہین، اور ان کے راجاؤن کے دربارون مین مسلمان پہنچ رہے ہین، اور اسلام پھیلتا جاتا ہے، اور نومسلم اس دین مین داخل ہو رہے ہین، خاص مدراس کے شہرون کولم، کالی کٹ، بانگنور، منگلور اور کانجرکوٹ مین مسجدین تعمیر ہوئین،

مراکش کا جغرافیہ نویس ابن سعید پانچوین صدی ہجری کولم کا ذکر کرتا ہے، کہ یہ مسالون والے ملک کا آخری شہر ہے، سمندر کے کنارے واقع ہے، یہان مسلمانون کا ایک محلہ ہے اور ان کی ایک جامع مسجد ہے"

اس بیان کے کم وبیش سوا سو برس کے بعد مراکش کا مشہور سیاح ابن بطوطہ محمد شاہ تغلق کے عہد مین ہندوستان آتا ہے اور اس کی طرف سے سفیر بنکر چین روانہ ہوتا ہے، یہ آٹھوین صدی کا وسط ہے، یہ وہ وقت ہے جب ابھی تک مدراس کے علاقون پر مسلمانون نے حملہ نہین کیا ہے، مگر اس کے چند ہی سالون کے بعد بیجانگر اور کرناٹک کے راجاؤن سے لڑائیون کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، ابن بطوطہ دہلی سے کھمبائت، اور وہان سے گندھار اور گندھار سے گوگہ نام شہر مین داخل ہوتا ہے، جہان مسلمانون کی خاصی آبادی ملتی ہے، یہان ایک مسجد حضرت خضرؑ کے نام سے ملاحون کی بنوائی ہوئی ملتی ہے، وہان حیدری درویشون کی ایک جماعت اپنے شیخ کے ساتھ سکونت پذیر نظر آتی ہے، یہان سے وہ سنگاپور جاتا ہے، یہان راجہ ہریب کی ماتحتی مین سلطان جمال الدین ہنوری کی ایک ریاست قائم تھی، اس کا دار السلطنت مسلمانون کا آباد کردہ تھا، اس کی جامع مسجد کی عمارت بغداد کی مسجدون کا مقابلہ کرتی تھی، یہ حسن ناخدا کی بنوائی ہوئی تھی، جو اس سلطان جمال الدین کا باپ تھا، جو جہاز رانی سے ملک رانی تک پہنچا تھا، اسی جزیرہ کے پاس کے ایک جزیرہ مین ایک بتخانے کے اندر جوگیون کے بھیس مین ایک

تسلیم اس کو نظر آتا ہے،

سنگاپور سے وہ ملیبار زمین قدم رکھتا ہے، اور اس ملک مین اس کو چھوٹے بڑے بارہ ہندو راجہ حکومت کرتے ہوئے ملتے ہین، ملک بہت آباد ہے، اور مسلمانون کی بڑی عزت ہے، تاہم وہ مسلمانون کے ساتھ کھاتے نہین اور نہ ان کو اپنے گھرون کے اندر آنے دیتے ہین، راستون مین ملتے ہین تو ہٹ جاتے ہین، مسلمان تاجرون اور جہاز رانون کی بنوائی ہوئی جابجا سرائین ہین، مسلمانون کی ہر طرف آبادیان ہین، ملیبار کے جس شہر مین وہ سب سے پہلے داخل ہوتا ہے، اسکا نام ابی سر ور بتاتا ہے جو سمندر کے ساحل پر بندرگاہ ہے، یہان کا مسلمان چودھری شیخ جمعہ ہے، جو نہایت فیاض اور مخیر ہے، یہان سے باکنور مین وہ داخل ہوتا ہے، یہان بھی مسلمانون کی آبادی ہے، اور ان کے چودھری کا نام حسین سلاط ہے جس کی بنوائی ہوئی ایک جامع مسجد ہے، خطیب اور امام بھی ہین، راجہ کا نام باسدیو ہے، جو تیس جنگی جہازون کا مالک ہے، لیکن ان کا کپتان مسلمان ہے، اس کے بعد وہ منگرور پہنچتا ہے، جہان فارس اور یمن کے مسلمان سوداگر اس کو ملتے ہین، یہان کا راجہ رام دیو ہے، یہان مسلمانون کی تعداد چار ہزار ہے، گو عام رعایا ان سے خوش نہین مگر راجہ تجارت اور بیوپار کی خاطر ان سے صلح رکھتا ہے، یہان کے مسلمان قاضی کا نام بدرالدین معبری (کرناٹکی) ہے اور وہ یہان درس بھی دیتے ہین، منگرور سے وہ ہیلی مین داخل ہوتا ہے، حسن فدائی یہان کا چودھری ہے، یہان ایک عالیشان مسجد ہے جس کی وجہ سے یہ شہر ہندوؤن اور مسلمانون دونون مین متبرک خیال کیا جاتا ہے، جہاز والے اس مسجد کی نذر مانا کرتے ہین، اس مسجد مین ایک مدرسہ بھی ہے، طلبہ بھی ہین، طلبہ کو مسجد کے خزانے سے وظیفہ اور غریبون اور مسافرون کو کھانا ملتا ہے، مقدشوا (افریقہ) کا ایک درویش یہان مقیم ہے، یہان سے نکلکر وہ گرپٹن پہنچا، جہان بغداد کے ایک عالم سے ملاقات ہوئی، ان کا بھائی یہان کا بڑا تاجر تھا، راجہ کا نام کویل ہے، یہان سے فارس، عمان، یمن کو جہازات جاتے ہین، یہان سے نکلکر وہ پٹن گیا، یہان بھی راجہ کویل کی عملداری ہے، اور راجہ کویل کے باپ کی بنوائی ہوئی جامع مسجد اور تالاب ہے، اس راجہ کے بزرگون مین ایک شخص مسلمان ہو گیا تھا،

اس راجہ کے اسلام کا یہ قصہ مشہور تھا کہ اس مسجد مین ایک درخت تھا، ہر موسم خزان مین اس مین سے ایک پتہ ایسا گرتا تھا جسپر کلمۂ طیبہ لکھا ہوتا تھا، یہ پتہ جب گرتا تھا تو آدھا مسلمان اور آدھا ہندو لے لیتے تھے، اسی کرامت کو دیکھکر راجہ مسلمان ہو گیا تھا، اور مسجد اور تالاب بنوایا تھا، بعد کو اس کی اولاد مسلمان نہ ہوئی یہان سے یہ بدپٹن پہنچا جو سمندر کے کنارہ ہے، شہر سے باہر یہان مسجد ہے، جس مین مسلمان مسافر ٹھہرتے ہین، یہان برہمن آباد ہین جنکو مسلمانون سے سخت نفرت ہے، اسی لیے یہان کوئی مسلمان آباد نہین، یہ مسجد بھی اس لیے ان کی دست درازی سے بچ گئی کہ ایک برہمن نے اس کی چھت اکھاڑ دی تو اس کے گھر مین آگ لگ گئی، اس وقت سے اس مسجد کو وہ متبرک سمجھنے لگے، یہان سے وہ پندریا گیا، جہان اسکو مسلمانون کے تین آباد محلے ملے، ہر محلہ مین ایک مسجد ہے، ساحل پر جامع مسجد ہے جس مین قاضی و خطیب عمان کا ایک عرب ہے چین کے جہاز یہین جاڑے کا موسم بسر کرتے ہین،

یہان سے نکل کر وہ کالی کٹ آتا ہے، جہان کا ہندو راجہ سامری ہے، یہ دنیا کے بڑے بندرگاہون مین سے ہے، چین، جاوا، سیلون، مالدیپ، یمن اور فارس کے جہازات یہان آتے ہین، اور تمام دنیا کے تاجر اور سوداگر باہم ملتے ہین، یہان کا ملک التجار بحرین کا ایک مسلمان عرب تاجر ابراہیم شاہ بندر ہے، قاضی کا نام فخرالدین عثمان ہے، اور خانقاہ کے سجادہ نشین شیخ شہاب الدین گازرونی (ایران) ہین جن کے ہند و چین سے فتوحات اور نذرانے ملتے ہین، یہان کا ناخدا مثقال نامی ایک مسلمان ہے جو نہایت دولتمند اور بہت سے جہازون کا مالک ہے اس کے جہازات ہندوستان، چین، یمن، اور فارس کے بیوپار اور سامان تجارت کو لاتے اور لیجاتے ہین، اور یہان بڑے بڑے مسلمان تاجر ہین، یہ اس سیاح کا اس ملک کے متعلق آخری بیان ہے، اور اس کے بعد بہمنی سلطنت اور بیجانگر کی ہندو ریاست پیدا ہوتی ہے، اور باہم زور آزمائی شروع ہوتی ہے جو تقریباً ڈیڑھ سو برس تک برابر قائم رہتی ہے،

بہرحال ہمنے آپ کے سامنے مملکتِ مدراس مین اسلام کی پرامن رفتار ترقی کا وہ دور دکھایا ہے جب

اس کی سرزمین پر ایک مسلمان سپاہی کا بھی گذر نہین ہوا تھا، تاہم تمام علاقہ مین اسلامی نوآبادیان قائم ہو رہی تھین، مسجدین آباد تھین، یہان مسلمان جہازران سمندر کے بادشاہ تھے، بندرگاہون کے مالک تھے اور مشرق و مغرب کے درمیان بیوپار اور تجارت کی کڑی تھے، اور ان کے حسنِ معاملہ اور اسلام کی سچائی کے اثر سے نہ صرف عوام ہندو بلکہ راجہ تک اسلام کو قبول کرتے جاتے تھے، یہ واقعات خود اسلام کی سچائی اور تبلیغِ اسلام کے ذرائع و وسائل کو آپ کے سامنے پیش کر رہے ہین،

حضرات! گذشتہ ساڑھے سات صدیون کے بعد وہ زمانہ آتا ہے، جب دکن مین بہمنیہ سلطنت قائم ہوتی ہے، اور مسلمان فاتحون کی روک تھام کے لیے خاص سرحد پر بیجا نگر شہر آباد کیا جاتا ہے، اس سلطنتِ بیجانگر کے اندر تقریباً پورا مدراس بلکہ اس سے زیادہ تھا، مسلمان مورخین نے اسکی وسعت یہ لکھی ہے، روضۃ الصفا خاوندشاہ مین ہے، کہ،

"قسمت مملکت بادشاہ بیجانگر از سرحد گاندیپ تا ولایت بیدر (دکن) و از ناحیہ ملیبار تا حدود بنگالہ"

حقیقت یہ ہے کہ مدراس کے علاقہ پر مسلمان سلاطین کا کبھی باقاعدہ قبضہ نہ ہوا، ۸۵۰ھ سے لیکر ۹۵۰ھ تک سو دولت بہمنیہ قائم رہی، یہ پورا ڈیڑھ سو برس کا زمانہ اس طرح گذرا کہ دونون ہمسایہ سلطنتون مین سے جو قوی ہوئی، اس نے دوسرے پر حملہ کر دیا، بیجانگر نے جب شکست کھائی خراج و تاوان ادا کر دیا، مگر اس پوری مدت مین بہمنون کو مدگل اور رائچور سے آگے مستقل قبضہ کی نوبت نہ آئی، نوین صدی کے خاتمہ پر بہمنیہ سلطنت کے متعدد ٹکڑے ہو گئے، جنمین سے مدراس کا قرب سب سے زیادہ بیجاپور کے عادل شاہیون کو حاصل رہا، ۸۹۵ھ سے لیکر ۹۷۱ھ تک بیجانگر نے کبھی اس ریاست کو دبایا اور کبھی اس کو مسلمانون کی سلطنت ٹکر کمزور ہو گئی تھی، یہان تک کہ بیجانگر کے سپاہیون نے مسجدین توڑین، منبر توڑے، قرآن پھاڑے، اور مسلمانون کا قتل کیا، اس واقعہ نے ان مسلمان ریاستون کی آنکھین کھول دین اور سب نے باہمی اختلافات کو ترک کر کے ۹۷۲ھ متحدہ طاقت سے بیجانگر کا مقابلہ کیا، اور بیجانگر کی مرکزی طاقت تباہ کر دی، تاہم ملک کا حصہ ان کو نہ مل سکا، بیجانگر

کے ماتحت جو بڑے بڑے راجہ تھے وہ اپنی اپنی جگہ پر مستقل اور خود مختار ہو کر قائم رہے، یہان تک کہ اس کے پچیس تیس برس کے بعد دہلی کے تیموری بادشاہون کے ہاتھون سے ان کا خاتمہ ہونا شروع ہو گیا، اور نئی صدی سے نئی سلطنت کے کاروبار کا آغاز ہوا،

یہ اس ملک مدراس مین اسلام کا دوسرا دور ہے، جو ۸۵۰ھ سے ۱۱۰۰ھ تک ڈھائی سو برس قائم رہا، اس زمانہ مین بھی اسلام نے اس ملک مین کوئی سلطنت حاصل نہ کی، تاہم بیجانگر کے حدودِ سلطنت مین مسلمانون کی تعداد بڑھتی رہی، چنانچہ ایک زمانہ مین اسکی فوج مین دس ہزار مسلمان سپاہی نوکر تھے،

تیموریون کے ہاتھون مین بھی یہ ملک پوری طرح نہین آیا، تاہم دکن کے علاقہ کے وہ ماتحت سمجھا جانے لگا، اور ارکاٹ کا صوبہ قائم ہوا، اور بالآخر کرناٹک مین صوبہ دار دکن کے ماتحت وہ ایک اسلامی ریاست بنگئی، اور ترچناپلی جہان ہم اسوقت جمع ہین، وہ اسی ریاست کا دوسرا دارالسلطنت تھا، اور بیجاپور کے قرب کی وجہ سے وہ ایک زمانہ مین اسلامی دارالعلم بھی رہ چکا ہے، اسکی مٹی ہوئی یادگارین اس کے شاندار ماضی پر اب بھی نوحہ خوان ہین، دوسری طرف سرنگاپٹم مین حیدر علی اور سلطان ٹیپو پیدا ہوئے، ارکاٹ اور سرنگاپٹم کی باہمی لڑائیان اور ناکامیان سب آپکے سامنے ہین، یہ چند سالہ عہد بھی تمام ہوا، نہ ارکاٹ قائم رہا، اور نہ سرنگاپٹم، نہ فرانسیسیون کے دوست زندہ ہین، اور نہ انگریزون کے وفادار، اس تیسرے عہد مین اس ملک کے اندر اسلام کی تاریخ، دوست دشمن سب کے سامنے ہے، سلطان حیدر علی اور سلطان شہید کی نسبت عام طور سے مشہور کیا گیا ہے کہ انھون نے ان اطراف مین لوگون کو زبردستی مسلمان بنایا، لیکن اگر ایسا ہوتا تو کم از کم میسور کے حدود مین آج ۷ فیصدی کے بجائے ۵۰ فیصدی مسلمان تو موجود ہوتے، ڈاکٹر آرنلڈ نے بمبئی گزیٹیر کی جلد ۲۴ صفحہ ۱۱ اور جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۲ کے حوالہ سے دعوتِ اسلام مین یہ فقرے لکھے ہین،

"حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے جو قریب کے زمانہ کے مشہور بادشاہ گذرے ہین، اس بات مین شہرت حاصل کی ہے کہ انھون نے بہت سے ہندو خاندانون اور ہندو رعایا کے بعض حصون کو زبردستی مسلمان

کریں، حالانکہ ان کا مسلمان ہونا ان بادشاہون کے عہد سے بہت پہلے کا واقعہ ہے، جس کے تاریخی حالات ہم تک مطلق نہین پہنچے ہین؛

ان دونون بادشاہون کا زمانہ ۱۷۶۱ء سے ۱۷۹۹ء یعنی بیالیس برس سے زیادہ نہین رہا، اور یہ پورا زمانہ جنگ وجدال اور لڑائیون مین بسر ہوا، ایسی حالت مین ان کو بجبر اشاعت اسلام کا خیال بھی نہین آسکتا تھا

شری نگر مٹھ اور سلطان شہید

اس مسئلہ کے متعلق ہم خود کچھ کہنے کے بجائے ان خطوط کا حوالہ دین گے جو ابھی چند سال ہوئے ای مدراس کے شنکر آچاریہ جی کے مٹھ شری نگر مٹھ سے برآمد ہوئے ہین، اور جنہین سلطان شہید نے یہان کے گرو ون سے عمدہ تعلقات کا ثبوت دیا ہے، اس ہندو مٹھ کو جسکو ہندو مرہٹون نے توڑ ڈالا تھا، بت شکن مسلمان سلطان از سر نو بنوانے کے لیے اپنے ماتحتون کو حکم دیتا ہے، ان خطوط کے متعلق اس مٹھ کے موجودہ جگت گرو نے بار بار بیان کیا ہے، اور ان سے ہندو مسلم تعلقات کی اصلاح کی کوشش کی ہے، آخری دسمبر ۱۹۱۶ء یا ابتداے جنوری ۱۹۱۷ء مین بمبئی کرانیکل نے اور ۴ جنوری ۱۹۱۷ء کو لیڈر الہ آباد نے جو شمالی ہند کا مشہور ہندو آرگن ہے حسب ذیل تحریر شائع کی تھی،

"ٹیپو کی تصویر ہمارے سامنے اس طرح کھینچی گئی ہے، کہ وہ ایک سخت متعصب مطلق العنان بادشاہ تھا جس کو کوئی شے پوری طرح اس قدر خوش نہین کر سکتی تھی جس طرح ایک غیر مسلمان کا خون جسکا اگر بس چلتا تو ہندو مذہب کو جنوبی ہند سے معدوم کر دیتا، لیکن اب ہم نے ایسی سندین پائی ہین جنکا تعلق شری نگر مٹھ سے ہے، جو ان باتون کو بے قدر ٹھہراتی ہین، جو پہلے مصنفین ہمارے طالبعلمون کو اس موضوع کے متعلق سکھاتے رہے ہین، یہ مراسلات جو شنکر آچاریہ کے جانشینون کے مذہبی دفتر اور حیدر علی اور سلطان ٹیپو کے درمیان ہوئے ہین، اس امر کے مستحق ہین کہ ان کو علٰحدہ چھاپا جائے اور ان کی توضیح کیجائے، ان مراسلات کی روشنی مین یہ ممکن ہو جاتا ہے، جیسا کہ ضروری بھی ہے کہ ان تعلقات کا ایک صحیح نقشہ و تصویر مین فیصلہ کیا جائے، جو مسلمان بادشاہون اور ان ہندو رہنماؤن کے درمیان تھے، جنکا زمانہ بہت زیادہ نہین گذرا، ہم ان ہندو مذہبی مقدسین کے ممنون ہین، جنھون نے ٹیپو کے ۳۰ خطوط کے جانچنے اور ترجمہ کرنے کی اجازت دی ہے، ان مین سے ہر خط اس قدر عزت کی شہادت دیتا ہے جو اس مطلق العنان بادشاہ کی نظر مین ان مذہبی ہندو رہنماؤن کی تھی، بعض خطوط مین یہ مسلمان بادشاہ ہندو پروہت سے درخواست کرتا ہے کہ اسکی اور اسکی سلطنت کے لیے دعاے خیر کرے، اور اس کو برکت دے، یہ تحریری یادداشتین ایک اور لحاظ سے بھی نہایت ہی اہم ہین، یہ نہ صرف اس بات کی مستحکم دلیل بیان کرتی ہین کہ ہندوستان مین ان دونون مذہبون کے پیرو ون کے باہمی تعلقات کم خوش گوار نہ تھے بلکہ یہ بھی کہ ان دونون کے درمیان صلح کی شکست غیر مذہبی اسباب سے ہوتی تھی جو مذہبی سمجھوتون پر سبقت لیجاتے تھے، واقعہ یہ ہے کہ اگر ایک ہندو کسی مسلمان سے متفق نہ تھا تو اسی بنا پر جس بنا پر وہ خود اپنے ہم مذہب سے مختلف تھا، اگر مرہٹون نے مسجدون کو نقصان پہنچایا تو اس وجہ سے نہین کہ وہ مسلمانون کے مذہبی مقامات ہین، بلکہ اس بنا پر کہ یہ وہ عمارتین ہین جنکو دشمن عزیز رکھتے ہین، مرہٹون نے ہندوؤن کے مندرون کو بھی اسی زور و قوت کے ساتھ توڑا جو انھون نے مسلمانون کے مقدس مقامات کی بے حرمتی مین ظاہر کی، شری نگر مٹھ کا سوامی، ٹیپو سے مرہٹون کی اس وحشیانہ پن اور سفاکی کی شکایت کرتا ہے، جو مٹھ کے لوٹنے مین انھون نے دکھائی، اور بادشاہ سے دیوتا کی مورتی کی دوبارہ درستی کے لیے روپیہ اور سامان کی درخواست کرتا ہے، جس کو مرہٹون نے توڑ دیا تھا، ٹیپو نہ تو اس درخواست کو ٹھکرا دیتا ہے اور نہ کافرون کی مذہبی جنگ وجدال پر خوشی ظاہر کرتا ہے، ٹیپو اپنے شاہی جواب مین سنسکرت کا ایک ٹکڑا اقتباساً نقل کرتا ہے؛-

" وہ تبسم اور ہنسی بوتے ہین لیکن آنسو کاٹین گے"،

اور اپنے مسلمان عہدہ دارون کو حکم دیتا ہے کہ وہ نقد اور غلہ کا سٹوک کی دوبارہ تعمیر اور مرمت اور ان کے

ہوجایات کے بے سامان کر دین"

حضرات ہم نے ان تاریخی واقعات کو قصداً اس لیے طول دیا ہے، تاکہ اس غلط پروپگنڈے کی غلطی کھل جائے، جو سالہا سال سے اس ملک مین پھیلایا جا رہا ہے، اور بدقسمتی سے جس مین اب مدراس بھی گرفتار ہو رہا ہے، کس کو معلوم نہین کہ یورپ کا اس ضرب المثل پر عمل رہا ہے کہ "عشق اور لڑائی مین سب کچھ جائز ہے" چنانچہ شمالی ہند مین اورنگ زیب عالمگیر، اور جنوبی ہند مین سلطان ٹیپو کی شخصیتین اس کے لیے منتخب کی گئین، ہمارے مرہٹہ دوستون نے تلوارون کے چھن جانے کے بعد قلم ہاتھ مین سنبھالا اور جھوٹی تاریخون، افسانون اور قصون اور ناٹکون کے ذریعہ سے اسلام اور سلاطینِ اسلام کے بدنام کرنے کی نہایت شرمناک کوششین کر رہے ہین، چنانچہ ابھی اسی ستمبر کے آغاز مین اندھرا کے مسلمانون نے ان کے متعلق احتجاج کیا ہے، اور ناراضی ظاہر کی ہے،

ہندوستان کا ہر عاقل اور سمجھدار باشندہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ مرے ہوئے بادشاہون، اور گذرے ہوئے واقعون کو آج بیان کر کے لوگون کو جوش دلانے سے ملک اور قوم کی موجودہ حالت کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ اب نہ وہ بادشاہ ہین، نہ وہ سلاطین ہین، نہ وہ سفاک اور ظالم زندہ ہین، ان کو کوس کر ہندوستان کی موجودہ غلامی کی گرہ کیسے کٹ سکتی ہے، الا یہ کہ یہ مقصود ہو کہ اپنی ہمقومون کو مسلمانون سے ملنے نہ دین، اور ہندوستان مین بھولے ہوئے قصون کو بار بار یاد دلا کر دونون قومون مین اتحاد نہ پیدا ہونے دین،

کیا ہم امید رکھین کہ وہ اصحاب جو سیواجی کی برسی اسلئے مناتے ہین کہ اس نے بدیسی تیموری سلطنت کو ہندوستان سے نکال دینا چاہا جس نے دو سو برس سے ہندوستان کو اپنا وطن بنا لیا تھا، وہ سلطان شہید کی بھی برسی منائین گے جس نے ان بدیسیون کو ہندوستان سے نکالنا چاہا جنھون نے دو سو برس گذرنے کے بعد بھی اب تک ہندوستان کو اپنا وطن نہین بنایا، حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی پچھلی تاریخ مین سلطان ٹیپو سے بڑا کوئی ہیرو پیدا نہین ہوا،

حضرات! جس شخص کو بھی سرنگاپٹم کے آسودگانِ خاک اور دولت دریا باغ کے سرخوش سلطان کے مزار کی زیارت کا اتفاق ہوا ہے، وہ ان مزارون پر اپنے آنسوؤن کے چند قطرے ... کے بغیر نہین رہ سکتا، ہندوستان مین سب سے پہلا شخص جس نے یورپ کے استیلاء کے مقابلہ مین ... اسلامی کا خواب دیکھا، اور عملاً اس کے لیے جد و جہد شروع کی وہ سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ تھا، تاریخ ... مین وہ خطوط موجود ہین، جو انھون نے مختلف سلاطین کو لکھے، دولت دریا باغ کی دیوار پر ... عربی سطرین اب بھی موجود ہین،

ان اخذت مصر کما ذکروا	السر فی فتن اخذت دیہا
منیبۃ ما مثلہا ارختہا	ذھب عن الروم والھند کلہا

سنہ ۱۲۱۳ھ

یہ سطرین ان واقعات کو یاد دلاتی ہین، جب ایک طرف نپولین نے اسلام کے قبضہ سے مصر کو نکال لیا ... دوسری طرف اسی سال سلطان کے ہاتھ سے سرنگاپٹم نکل کر انگریزون کے قبضہ مین آگیا، یہ دونون سانحے ... سال واقع ہوئے، اور اس طرح شاعر نے روم اور ہندوستان کی تباہی پر ایک ساتھ افسوس کے ... آنسو گرائے،

حضرات! ہماری سیاسی یا مذہبی، جو چاہے کہو، جد و جہد سنہ ۱۹۰۸ء سے سنہ ۱۹۲۵ء تک اسی اتحاد اسلامی ... جاری ہے، مسلمانانِ عالم کی حیات و بقا اسی ایک تعلق کی زندگی پر مبنی ہے، قومیت پرستی کا وہ سیلاب ... یورپ سے ایشیا کو بڑھتا چلا آرہا ہے، وہ الحاد کا دوسرا نام ہے، ہماری یہ کوششین گو کسی قدر ناکام ... مگر ہر قوم کو حق ہے کہ اپنے کو بچانے کے لیے ہر جائز کوشش کر دیکھے، ہندوستان کا اسلام، دنیا کے ... اسلامی محیط اعظم کی ایک نہر ہے، خدا وہ دن نہ کرے جب یہ نہر اپنے منبع سے علحدہ ہو کر اپنے عدم کا ... اعلان کرے، وہ ممالک جہان اسلام کی آبادی ان کی ہمسایہ قومون کی کثرت مین گم ہے، وہان کے مسلمانون پر اپنی اسلامیت کی بقا کے لیے یہ فرض ہے، کہ وہ دوسرے اسلامی خاندانون سے اپنا تعلق مضبوط

رکھے، یہ سیاسی تحفظ کی غرض سے نہین، بلکہ محض اپنے مذہب، اپنے تمدن اور اپنی اسلامیت کے تحفظ کے لیے، تاکہ آیت کریمہ انما المومنون اخوۃ کی سچائی ہر وقت ظاہر اور نمایان رہے۔

مسلمانان ہند کی تنظیم

لیکن اے حضرات! اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے، کہ ہم خود بھی بجائے خود منظم ہون گذشتہ جد و جہد کے زمانہ مین ہماری جو کچھ تنظیم تھی وہ ایک ہنگامہ پر مبنی تھی، اس مین استواری اور پائداری نہ تھی، وہ غم و غصہ اور جوش و خروش کا نتیجہ تھی، لیکن اب ضرورت ہے کہ اس کو سکون، سلامت روی، صبر و استقلال اور ضبط و خودداری کے اصول پر قائم کیا جائے، تنظیم سے مقصود یہ ہے کہ ہر صوبہ کے اندر، اور پھر اس کے ذریعہ سے تمام ملک کے سلمان کسی ایک نظام کے ماتحت اس طرح متحد ہو جائین، اگر زنجیر کے ایک سرے کے ہلانے سے زنجیر کی ہر کڑی اپنی جگہ پر ہل جائے، مسلمانون کو عام تعلیم، مذہبی تعلیم صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف عملاً راجع کیا جائے، تمام دیہاتون مین مسلمان بچون کی تعلیم کے لیے مدرسے اور مکتب کھولے جائین، اور بڑون کی تعلیم کے لیے مدارس شبینہ قائم کیے جائین، مسلمانون کو اسراف سے بچایا جائے، اور کفایت شعاری کی تعلیم دیجائے، مسرفانہ اور غیر مذہبی رسوم و رواج کو یک قلم موقوف کیا جائے، شادی و غمی کے مراسم مین اصلاح کیجائے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس مجلس کے مقاصد کے ذیل مین یہ تمام باتین داخل مین اور اس لیے یہ سب آپ کے پروگرام کے اندر ہین،

اشاعتِ تعلیم ابتدائی کی اہمیت

حضرات! اس وقت ملک مین اعلیٰ تعلیم کی اشاعت، تبلیغ، تنظیم، اور سیاسیات اور اصلاحات وغیرہ کی ہر طرف آوازین بلند ہین، لیکن میرا عقیدہ یہ ہے، کہ صرف ایک ہی چیز ہے، جو حفاظت بھی ہے، اشاعتِ اسلام بھی ہے، نشرِ تعلیم بھی ہے، سیاست بھی ہے، اصلاح بھی ہے، اور اقتصاد بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو مسلمانون مین ابتدائی تعلیم کو رواج دیا جائے جس کے نصاب مین پہلی جگہ مذہبی اور اخلاقی تعلیم کو، پھر اسلام کی مختصر تاریخ کو اور اس کے ساتھ حساب و جغرافیہ تاریخ ہند، اور کچھ نہ کچھ صنعت و حرفت کو دیجائے، اب ایک عام انتخاب آپ کو تیار کرنا چاہیئے، اور تمام دیہاتون مین قصبون اور شہرون

کے محلون مین ایسے مکتب اور شبینہ مدرسے قائم کر دینے چاہئین،

زبان کی دقت

حضرات! ایسے مکاتب اور مدارس کے لیے کتبِ نصاب کی تیاری ہر صوبہ مین خود ایک بڑا اہم کام ہے، مگر آپ کے صوبہ مین یہ اور بھی زیادہ اہم ہے، مدراس اپنی بولیون کے اختلاف اور کثرت کے عیب کو نہین چھپا سکتا، وحدتِ قومی کے لیے وحدتِ خیال اور وحدتِ خیال کے لیے وحدتِ زبان نہایت ضروری ہے، مدراس کا یہ حال ہے کہ تقریباً ہر سو میل پر اس کی زبان بدل جاتی ہے، اڑیا، تلنگی، مرہٹی، کنٹری، تامل خدا جانے کتنی زبانین یہان بولی جاتی ہین، ان سب زبانون مین ان کتابون کا تیار ہونا اور ان کا ذریعۂ تعلیم بنانا مشکل ہے، مجھے معلوم نہین، کہ اس ملک کے مصلحین اور اربابِ کار نے اس کا کیا حل سونچا ہے ؟ بہرحال اس کی ضرورت ہے کہ اردو کو بیش از بیش اس صوبہ مین علمی اور مذہبی زبان کی حیثیت سے پھیلایا جائے، غالباً آپ ان کوششون سے ناواقف نہین ہین جو اس صوبہ مین ہندی کی اشاعت کے لیے چند سال سے جاری ہین، ہمین ہندی سے مخالفت نہین ہے، بلکہ ہم اسکی تائید کرتے ہین، کیونکہ وہ عملاً اردو ہی ہے تاہم ہم مناسب سمجھتے تھے، کہ اردو اور ہندی کی بحثون کو چھوڑ کر ہم سب "ہندوستانی" پر متفق ہو جاتے۔

اردو زبان

اردو زبان ہندوستان کی سب سے کم عمر زبان ہے، اور وہ خاص اس مختلف قومون مختلف بولیون والی سرزمین کی خاطر بنائی گئی، یا بنی ہے، اس لیے اس کی جتنی مخالفت بھی کیجائے گی، اس کی ترقی رک نہین سکتی، اور اگر ہندوستان کو کبھی ایک قوم اور ایک ملک ہونا ہے، تو وہ اسی ہندوستانی کے ذریعہ ایک ہو سکیگا، کیا یہ تعجب کی بات نہین کہ تعلیم اور کوشش کے بغیر یہ زبان خود بخود بڑھتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے، اور مشکل اس ملک مین کوئی ایسا گوشہ ملے گا، جہان اس کے سمجھنے والے اور بولنے والے نہ ہون، خود مدراس کے دور دراز خطہ مین اس زبان کے اخبارات، رسالے اور کتابین شایع ہو رہی ہین، یہان اس کے اچھے سے اچھے بولنے والے اور اس کی نظم و نثر پر قدرت رکھنے والے موجود ہین، یہ عمومیت، اور کسی خاص کوشش کے بغیر اس کی یہ جہانگیری خود اسکی دلیل ہے کہ اس مین بڑھنے کی اور پھیلنے کی کہان تک

صلاحیت موجود ہے، لیکن اے حضرات! ہندوستان کے کل صوبون کے مسلمانون کو ایک قوم بننے کے لیے
ضرورت ہے کہ اس زبان کی ترقی و اشاعت مین آپ خاص کوشش کرین، ہم نے یہان کے بعض ابتدائی
مدرسے دیکھے ہین، جہان بچے اردو کی خاصی تعلیم حاصل کر رہے ہین، چنانچہ ترپاتور کے مدرسۂ عثمانیہ کو ۱۹۲۵ء
مین دیکھ کر خاص طور سے خوشی ہوئی،

تراجم و رسائل ہر زبان مین

کسی قوم مین اصلی اصلاح اور ترقی اس وقت تک نہین ہو سکتی جب تک اسکی زبان
مین مفید کتابین موجود نہ ہون آپ کے سررشتۂ تالیف کو مین خاص طور سے مشورہ دونگا کہ وہ ان تمام زبانون
مین جنکو یہان کے مسلمان بولتے ہین، قرآن پاک اور مختصر صحیح احادیث کا ترجمہ اور ضروری فقہ، سیرت نبوی،
تاریخ خلافت راشدہ، اور مختصر تاریخ اسلام کے رسالے ترتیب دے، تاکہ ان مین ہر زبان بولنے والی قوم
کو اپنے مذہب کے متعلق ضروری واقفیت ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو پہچاننے لگے، اور ان صحیح عقائد،
صحیح تعلیمات، اور صحیح اخلاق کا ایک نظارہ دیکھ سکے، جو کبھی ہم مین تھے، اور جنکو دوبارہ حاصل کرنے کی ہمکو
کوشش کرنا ہے، اس باب مین ہم کو عیسائیون سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے، کہ وہ دنیا کی ان زبانون
مین اپنی انجیل کے ترجمے کر رہے ہین جنکے بولنے والون مین ایک بھی اس کا ماننے والا نہین ہے، اور
ہم ان زبانون مین بھی اپنے مذہبی معلومات فراہم کرنے کو تیار نہین جنکے بولنے والون مین ہزارون ان
کے معتقد ہین، اگر قرآن پاک تمام دنیا کی قومون کے لیے آیا ہے، اور اسلام کو تمام قومون کے سامنے پیش
کرنے پر ہم مجبور ہین، تو ضرور ہے کہ ہم اسلام کو ہر زبان مین پیش کرین، اور ہر قوم کی بولی مین اسکو سمجھائین
اور وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ کی آیت پاک کی ہم عملی تفسیر بن سکین،

اشاعت و تبلیغ اسلام

برادران اسلام! آج سندھی کے شور محشر نے مسلمانون کو جگا دیا ہے، اور وہ پھر اپنے
ادائے فرض کے لیے آمادگی کا اظہار کرنا چاہتے ہین، لیکن افسوس ہے، کہ وہ اپنا یہ سفر غلط راستہ پر شروع
کرنا چاہتے ہین، سب سے پہلے یہ ذہن نشین رہے کہ تبلیغ کے معنی ہین پہنچانا، ایک مسلمان پر اتنا ہی فرض ہے کہ

وہ حق کو غیر تک پہنچا دے، قرآن پاک نے بار بار کہا ہے، ما علی الرسول الا البلاغ رسول پر صرف پیغام
کا پہنچا دینا فرض ہے، منوانا اس کا کام نہین، چنانچہ آنحضرت صلعم کو خطاب ہے کہ افانت تکرہ الناس
حتی یکونوا مومنین، کیا تم لوگون کو زبردستی مسلمان بنالوگے، دوسری جگہ قرآن پاک مین صاف اعلان ہے،
کہ لا اکراہ فی الدین مذہب مین کوئی زبردستی نہین ہے، کیونکہ مذہب یقین کا نام ہے یقین کسی سینہ مین
تلوار کے زور سے نہین پیدا کیا جا سکتا، اس بنا پر اسلام کی یہ تعلیم ہی نہین کہ وہ مذہب کو تلوار کے زور سے
پھیلائے، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ عام عیسائی مشنریون کی غلط تقلید نہ کرین جنھون نے مذہب کو لالچ
اور طمع کی چیز بنا دیا ہے، پھر ہندوؤن کی طرح اپنے مذہب کی تبلیغ اس خیال سے بھی نہ کرین کہ ہم کو
ہندوستان مین زندہ رہنے کے لیے کثرت آبادی کی ضرورت ہے، ہمارے سامنے خود ہمارے پیغمبر
علیہ السلام، ہمارے علماء، ہمارے صوفیہ اور ہمارے سیاحون اور ہمارے تاجرون کے کارنامے موجود ہین
جنھون نے بغیر کسی دنیاوی خیال کے محض لوگون کی بھلائی، اور انسانون کی فلاح اور نجات کے خیال سے
اس فرض کو ادا کیا، نہ انھون نے طلب حقوق کے لیے یہ کیا، نہ انھون نے شفاخانے بنا کر بیمارون کی دردناک
حالت کو اپنی اشاعت کا ذریعہ بنایا، بلکہ انھون نے اپنے روزمرہ کے کامون مین اس فرض کو داخل کر لیا
تھا، اور اس طرح جس کو نجات کا طالب دیکھا اس کو اسکا راستہ بتا دیا، اپنے اخلاق، عادات، اور اطوار
ایسے بنائے جو ان کے مذہب کی اشاعت کا ذریعہ قرار پائے، نہ آجکل کے جیسے مناظرے بدے جاتے
تھے، اور نہ رسائل و مضامین لکھے جاتے تھے، تاہم اسلام تھا کہ ان کے وجود سے پھیلتا چلا جاتا تھا، خوب
ہندوستان اور جزائر اسلام سپاہیون سے نہین تاجرون کے زور سے پھیلا ہے، مسلمانان مدراس! کوشش
کرو کہ اسلام کی تاریخ اپنے واقعات کا آج اعادہ کرے،

دار الاسلام

پرانے زمانے مین یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا وہ اس کے خاندان کا
ممبر بنجاتا تھا، بلکہ اسلام لاکر اسی قومیت، قبیلہ، اور حسب و نسب مین اس کا بھی شمار ہوتا تھا نتیجہ یہ تھا کہ دو

اسلام لاکر اپنے کو بے پناہ اور بے گھر اور بیکس نہین پاتا تھا، بلکہ وہ اپنے کو اپنے ایک خاندان، ایک گھر، اور ایک رشتہ مین منسلک پاتا تھا، آج یہ کیفیت ہے، کہ کسی کو جب مسلمان بنایا جاتا ہے تو اس کے ہاتھ مین گداگری اور بھیک مانگنے کی ایک سند دیجاتی ہے، کہ وہ مسلمانون سے بھیک مانگ کر اپنی شکم پری کرے، یہ نہایت دردناک حالت ہے، اور اسلام کے لیے حد درجہ ذلت انگیز ہے، مسلمان ہونے کے ساتھ وہ دفعۃً اپنے کو بے یار و مددگار، اور بے پناہ پاتا ہے، اس کی مذہبی تعلیم کچھ نہین ہوتی ہے، اسکی اولاد کی تعلیم کا کوئی سامان نہین ہوتا، ضرورت اس کی ہے کہ ہر صوبہ مین کم از کم ایک دار الاسلام بنایا جائے، جس مین نومسلمون کو رہنے کی جگہ دیجائے، وہ کچھ دنون تک اس مین رہین، مذہبی تعلیم اور اخلاق سیکھین، کسی نہ کسی پیشہ کی تعلیم حاصل کرین، اور جبتک ان کی حالت قابلِ اطمینان نہ ہو، ان کو وہان سے علحدہ نہ کیا جائے، جو چھوٹے بچے ہون، اسکولون اور مدرسون مین ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے، آپکے مقاصد کے ضمن مین اس مقصد کو بھی مین نے دیکھا ہے، مگر مجھے معلوم نہین کہ آپ کو اس مین کس حد تک کامیابی ہوئی ہے،

دنیاوی مدارس مین دینی اور دینی مدارس مین دنیاوی علوم کی تعلیم

برادرانِ من! آج مسلمانون مین سب سے بڑا فتنہ دین اور دنیا کا پیدا ہے، اسلام نے اس تفرقہ کو مٹایا تھا، لیکن اب وہ تفرقہ خود اسی کے اندر آکے پڑگیا ہے، انتہا یہ ہے کہ علوم اور مدارس کی بھی دو قسمین ہوگئی ہین، دینی اور دنیاوی، حالانکہ ان کی ایک ہی قسم ہے، اور وہ دینی، بہرحال اب ہم اس مخمصہ مین گرفتار ہین، اور جہان تک ممکن ہو اس سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور وہ اس طرح ممکن ہے کہ دینی مدارس مین بعض دنیاوی ضروری علوم کا اس غرض سے اضافہ کیا جائے کہ ہمارے علما موجودہ حالات اور فضا مین اسلامی خدمات بخوبی انجام دیسکین، اور دنیاوی مدارس مین دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے تاکہ مسلمان بچے اپنے دین و مذہب سے بے خبر نہ رہ جائین، اس کے لیے دو صورتین اختیار کیجا سکتی ہین، ایک یہ کہ سرکاری مدارس مین اس بات کی کوشش کیجائے کہ اسکولون کے شروع یا آخر مین ایک پیریڈ دینی تعلیم کے لیے مخصوص کر دیا جائے، دوسری چیز یہ ہے کہ ہر بڑے شہر مین

ان متعدد اسکول یا کالج ہون، اتوار کے دن تمام طلبہ کو کسی وقت یکجا کیا جائے، اور ان کے سامنے عقائد، نظام، تاریخ اسلام، اخلاق نبویؐ، اور تعلیمات اسلامی پر مسلسل لکچر دیئے جائین، اور قرآن پاک اور کسی منتخب مجموعۂ حدیث کا ترجمہ ان کو اس طرح سنایا جائے، کہ وہ ان کے دل مین اثر کر سکے، اور ان کے مذہبی اخلاق کی تعمیر ہو سکے،

اخلاقی تعمیر

ہمارے مدارس اور مکاتب مین دو باتون کی سخت کمی ہے، ایک تو یہ کہ یہ مدارس اور مکاتب محض نوشت و خواند کا پیشہ سکھانے کے کارخانے ہین، حالانکہ ان کو اخلاق و عادات اور کیرکٹر کے بنانے، درست کرنے کی تربیت گاہ ہونا چاہیئے، اگر کوئی لڑکا محنتی اور پڑھنے لکھنے مین ہوشیار ہے تو یہ اس کی خوبی کے لیے کافی ضمانت ہے، حالانکہ اس سے زیادہ بلکہ اصلی خوبی یہ ہے کہ اس کے اخلاق اچھے اور مضبوط ہون، وہ جھوٹ نہ بولتے ہون، وہ اوقات کے پابند ہون، ان کے اطوار درست ہون، ان کی عادتین نیک ہون، اور اس کے لیے مدرسین اسی طرح کوشش کرین، جسطرح وہ ان کو امتحان پاس کرانے کی کوشش کرتے ہین،

صاحبو! قوم کی تعمیر نوشت و خواند کی کامیابی سے نہین ہوتی، بلکہ محض اخلاق، عادات، اور کیرکٹر کی خوبی سے ہوتی ہے، قرآن پاک نے تمام گذشتہ قومون کے حالات اور ان کی تباہی و بربادی کے واقعات بیان کئے ہین، ان مین اس نکتہ کو خاص طور سے اس نے دکھایا ہے، مسلمانون نے جب ایران فتح کیا، جب رومیون کو شکست دی، جب مصر و شام پر قبضہ کیا تو اس وقت وہ اہل ایران اور رومیون سے ظاہری نوشت و خواند اور علوم و فنون مین بہتر نہ تھے، تاہم جو چیز ان کی کامیابی کا ذریعہ بنی وہ ان کے اچھے اخلاق، ان کے نیک اطوار اور ان کا بہتر کیرکٹر ہے، آجکل کی زندگی مین بھی جو چیز قوم کو اس ادبار سے نجات دلا سکتی ہے وہ وہی اخلاق اور اعمال صالحہ ہین، اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت اور فضل و کرم کا وعدہ اُس قوم سے کیا ہے جو ایمان اور عمل صالح مین بہتر ہے، دنیا کی کامیابی اسی کے لئے ہے،

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض (نور ۷) — جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں ان سے خدا نے وعدہ کیا کہ وہ ان کو زمین کا خلیفہ کریگا،

اور اسی کیلئے آخرت کی کامیابی کا بھی وعدہ ہے،

وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت منھم مغفرۃ واجرا عظیما (فتح ۴) — ایمان اور عمل صالح والوں سے خدا نے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔

جسمانی ورزش

حضرات! دوسری چیز جس کی طرف سے ہمارے مکاتب اور مذہبی مدارس میں بالکل توجہ نہیں دیجاتی، وہ جسمانی ورزش ہے، جدید فلسفۂ تعلیم میں نہایت خوبی سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ طلبہ کی ذہانت اور عقل فہم اور قوتِ حفظ کے لیے بھی جسمانی ورزش کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح صحت جسمانی کے حصول اور بقا کے لیے، ہمارے طلبہ میں بلند ہمتی، کام کرنے کی امنگ، علمی جد وجہد میں حصہ لینے کا شوق، مشکلات میں استقلال نہیں پیدا ہوتا، خصوصاً عربی مدارس کے طلبہ اس سے بہت حد تک محروم ہیں، جسمانی تکمیل اور ورزشیں عموماً علما کے مرتبہ اور درجہ کے خلاف سمجھی جاتی ہیں، اور مذہبی طلبہ کے تقدس کے خلاف خیال کیجاتی ہیں، مگر یہ نہایت سخت غلطی ہے، صحابۂ کرامؓ اور علمائے سلفؒ کی سیرتیں آپ پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ یہ بزرگوار اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ کی کسقدر عملی تفسیر تھے، آنحضرت صلعم کے زمانہ میں گھوڑ دوڑ کی ورزش کا خاص اہتمام تھا، اور صحابہؓ میں عبد اللہ بن عمرؓ جیسے نیک اور زاہد صحابی اسکے مہتمم تھے، تیراندازی کی مشق کرائی جاتی تھی، اور آنحضرت صلعم خود اس کی ہمت افزائی فرماتے تھے، پیدل دوڑنے کا مقابلہ خود صحابۂ کرامؓ میں ہوتا تھا، اور حضرت سلمہ بن اکوعؓ سب سے زیادہ اس مقابلہ میں کامیاب تھے، خود آنحضرت صلعم مقابلہ میں دوڑے ہیں، ابوداؤد میں اس کی حدیث موجود ہے، امام بخاری سے بڑھ کر ہمارے علماء آجکل نہیں ہیں مگر وہ ایسے قادر انداز تھے کہ تمام عمر میں ایک دفعہ کے سوا ان کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوا، حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ نے اپنے سال کے بارہ مہینوں کے چند حصے کر رکھے تھے، کچھ مہینے وہ درس حدیث میں دیتے تھے، کچھ مہینے وہ تجارت میں گذارتے تھے، کچھ مہینے وہ حج کے سفر میں بسر کرتے تھے، اور اسی کے ساتھ چند مہینے وہ جہاد

[...]ے ساتھ سرحدوں پر ہوتے تھے، نوجوان صحابۂ کرامؓ کشتی لڑتے تھے، چنانچہ غزوۂ بدر یا [...] عبد اللہ بن عمرؓ اور چند نوجوان صحابہؓ نے فوج میں داخل ہونے کیلئے اپنی کشتی کا تماشا دکھایا، [...]س کو ثابت کرتے ہیں کہ جسمانی تکمیل اور ورزشیں مذہبی تخیل اور تقدس کے خلاف نہیں بلکہ [...]یہ خود عبادت اور ثواب کا ذریعہ ہیں،

[...]اح

علمائے مدارس! خوشی کی بات ہے کہ آپ نے اس ضرورت کو محسوس کیا ہے، کہ [...]س میں موجودہ حالات کے مطابق سخت اصلاح کی ضرورت ہے، اس احساس [...] طرف باقیات صالحات ویلور اور دوسری طرف مدرسۂ اسلامیہ کرنول میں ہم تجدید واصلاح کے آثار دیکھ رہے ہیں، دلائل وشواہد اور طول عبارت کو چھوڑ کر ہم کو حسب ذیل باتوں کی طرف خاص توجہ مبذول کرنی چاہیئے،

۱- عربی مدارس کے طلبہ میں مذہبیت، دینداری، تقوی اور حسن اخلاق پیدا ہو،

۲- ان میں [...] تنزہ، صفائی، اور پاکیزگی کی عادت ڈالیجائے،

۳- ان کے خیالات میں بلندی، علوے ہمت، اخلاقی جرأت، صبر واستقلال، محنت اور جفاکشی پیدا ہو،

۴- ان کو رہنے سہنے اور کھانے پینے میں سادگی اور قناعت کی تربیت دیجائے،

یہ چیزیں تو تربیات کے متعلق ہیں، تعلیم میں حسب ذیل باتوں کی ضرورت ہے،

[...] یونانی فلسفہ [...] کے مزخرفات کو جنکو ہم نے بضرورت اپنے نصاب تعلیم میں داخل کر لیا تھا، قطعاً خارج کر دینا چاہیئے، اور ان کے بجائے جدید علوم میں سے مفید چیزیں اضافہ کرینی چاہئیں، مثلاً حساب، جغرافیہ، تاریخ، طبیعیات، نفسیات، اقتصادیات (اکانمی)

۲- متاخرین کی مبہم اور چیستان عبارتوں کی کتابیں علحدہ کر دی جائیں اور ان کے بجائے قدما کی سادہ اور عام فہم کتابیں، یا آج کل کے طرز کی جدید کتابیں داخل درس کی جائیں،

۳۔ عربی علم ادب، اور تقریر و تحریر کی قوت بڑھائی جائے اور ادب مین بجا[illegible] کے فصیح و بامحاورہ عبارتون کی کتابین پڑھائی جائین جو روزمرہ کی ضرورتون اور علمی تحریر و تقریر مین مدد دے سکین، مثلاً جاحظ، ابن قتیبہ، ابن مقفع، ابو ہلال عسکری، عبد[illegible] جرجانی، ابن خلدون، وغیرہ کی تصنیفات،

۴۔ فقہ کی تعلیم مین قدیم مباحث کے ساتھ جدید مسائل کے جوابات کے لیے ان کی بالکل توجہ نہین [illegible]

۵۔ حدیث شریف کی تعلیم مین آمین و رفع یدین پر زور دینے کے بجائے، طلبہ کی ذہانت [illegible] اور حدیث کی علمی حیثیت پر زور دیا جائے، اور شخصی حالات کے ساتھ قومی حالات کی مطالعے کے حصول اور [illegible] کی جائے،

۶۔ قرآن پاک پورا نصاب مین داخل کیا جائے، اور ان پر مختلف حیثیتون [illegible] سے خطبات دیے جائین، فقہ القرآن، اخلاق القرآن، عقائد القرآن، تاریخ القرآن، ہر مطلب کی آیتین علٰحدہ کر کے بتایا جائے، تاکہ انھین معلوم ہو کہ ہر موضوع کے متعلق اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے، انتخاب [illegible] اور قومون کی ترقی و تنزل کے اصول کیا بتائے ہین،

۷۔ عقائد کی کتابون سے گذشتہ مرے ہوئے فرقون کا بیان [illegible] باکم کر [illegible] فرقون کی تردید و مناظرہ سکھایا جائے، اور موجودہ اعتراضات جو اسلام پر کیے جا[illegible] کے موجودہ [illegible] کے جوابات بتائے [illegible]

۹۔ سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور سیرت خلفائے راشدین اور [illegible] داخل نصاب کیا جائے

۱۰۔ موجودہ زمانہ کی قومون، اور دنیائے اسلام کے حالات اور سیر تاریخ اسلام سے ان کو باخبر کیا جائے

۱۱۔ کچھ طلبہ ایسے ہون جو انگریزی یا کسی دوسری یورپین زبان سے واقف ہون، تاکہ اس زبان مین اسلام کے متعلق جو ذخیرہ ہے اس سے واقف ہو سکین اور حق کی تبلیغ اس زبان مین کر سکین [illegible] معترضین کے جوابات دے سکین،

جواد ساباط

ہندوستان مین تیرھوین صدی ہجری مین عیسائی مشن کا ایک حریف

از

مولانا ابو المآثر حبیب الرحمان الاعظمی

تیرھوین صدی ہجری کے ربع اول مین جبکہ انگریزون کا قدم ہندوستان مین جم چکا تھا، عیسائیت کی تبلیغ ہند و بیرون ہند مین بڑے اعلیٰ پیمانہ پر جاری تھی، برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے مبلغین اطراف واکناف عالم مین پھیل چکے تھے، اور مسیحیت کا جال ہر چہار طرف پھیلا رہے تھے، مسلمان علی العموم اور مسلمانان ہند علی الخصوص ان مکائد اور خفیہ تدبیرون سے یکسر ناواقف تھے جو تبلیغ مسیحیت کے سلسلہ مین استعمال کیجا رہی تھین، علماء اکثر و بیشتر طبیعت کی سادگی اور علم کے وسائل و ذرائع کی قلت کی وجہ سے ان حالات سے بےخبر تھے، اسلیے درس و تدریس کے علاوہ اور کسی چیز سے ان کو مطلب نہ تھا، ان حالات مین مسیحیت کو جو ترقی نصیب ہو سکتی تھی ظاہر ہے، میدان بالکل صاف تھا، زمین نہایت ہموار تھی، مسیحی مبلغین تمام خطرات سے بےفکر ہو کر اپنے کام مین مصروف تھے، ان کو یقین تھا کہ اب فرزندانِ اسلام کو حلقہ بگوش مسیحیت بنانے مین ان کو کوئی دقت پیش نہین آسکتی، وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ یکایک خدائے اسلام نے اسلام اور مسلمانون کی دستگیری کے لیے اپنا غالب اور قہار ہاتھ بڑھایا، اور مسیحیون کی تمام ملمع کاریون کا پردہ چاک کر دیا اور ان کے منصوبے خاک مین ملا دیئے، اس نے اپنے ایک بندے کے دل مین اسلام کا سچا درد اور اسکی حمایت کا حقیقی اور غیر فانی جوش پیدا کر دیا جو اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر میدان مین کود پڑا اور مقابلہ پر ڈٹ گیا، اور جب تک صف اعدا کائی کی طرح پھٹ نہ گئی نہایت بےجگری سے داد شجاعت دیتا رہا، اس بلند

حوصلہ شیر دل بہادر کو دنیا جواد ساباط کے نام سے پکارتی تھی اور یہ مختصر تحریر اس بہادر کے قلمی کارنامون کا ایک دھندلا سا خاکہ اور اس کے مختلف ادوار حیات کا نامکمل نقشہ ہے،

جواد ساباط کا سلسلۂ نسب اور مختصر خاندانی حالات

ماں کی طرف سے امام حسینؓ تک پہنچتا ہے اور باپ کی جانب سے حضرت امام حسنؑ تک، ان کے والد محترم ابراہیم ساباط [illegible]ھ مین پیدا ہوئے اور جزیرہ کے اطراف مین اپنے بنو العم کے ساتھ سکونت اختیار کی اور ۱۱۸۰ھ مین سید محمد حکیم باشی کی صاحبزادی شہربان (بانو) سے عقد کیا، یہ عبداللہ پاشا (ترکی) کی وزارت کا زمانہ تھا، وزیر موصوف نے اسی سال ان کو ماریہ کا حاکم مقرر کیا، پھر کسی وجہ سے حکومت سے علحدگی اختیار کرکے امیر موسم کے منصب پر فائز ہوئے، اس کے بعد ہجر کا رخ کیا اور وہان سعدون بن عویر خالدی کی طرف سے سفیر بنکر ۱۱۹۲ھ مین کریم خان زندی کے پاس گئے، واپسی کے بعد پھر دوسری بار ۱۱۹۲ھ مین سفارت کی خدمت انجام دینے کے لیے روانہ ہوے، راستہ مین یہ معلوم کرکے کہ جسکے پاس جانا ہے اس کا انتقال ہوگیا، واپسی کا ارادہ کیا مگر قسمت مین وہین پیوند خاک ہونا لکھا تھا، مظفر خان بروستانی نے حملہ کیا، ابراہیم نے اپنے ساتھیون کو لیکر مقابلہ کیا، آخر کار مقتول ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون،

ابراہیم ساباط بھی علم کی دولت سے بہرہ مند تھے، انکی ایک تصنیف کا ذکر خود جواد نے کیا ہے، اس کا نام کتاب الازہار ہے، جواد نے اس کتاب کے حوالہ سے بعض باتین ذکر کی ہین، جواد ساباط کے نانا سید محمد حکیم باشی بڑے پایہ کے طبیب تھے، پہلے شاہ طہماسپ صفوی (بادشاہ ایران) نے شاہی اطبا کی افسری سے ان کو سرفراز کیا، طہماسپ کی وفات کے بعد ایران کو خیرباد کہا، اور ترکی پہنچے، اس وقت سلطنت عثمانیہ کی باگ سلطان عبدالحمید کے ہاتھ مین تھی، سلطان نے بھی ان کو رئیس الاطبار کا منصب عطا کیا، جب سلیمان پاشا اول بغداد کے وزیر مقرر ہوئے تو انھون نے درخواست کی کہ رئیس الاطبار کی خدمات بھی مجھے عنایت کیجائین، سلطان نے وزیر کی درخواست منظور کرلی، اور سید محمد حکیم باشی وزیر کے رئیس الاطبار کی حیثیت سے بغداد روانہ ہوگئے، سلیمان کے انتقال کے بعد علی پاشا کی خدمت مین رہے، جب اسکی بھی وفات ہوگئی تو عمر پاشا نے اپنے اطبا کی افسری عنایت کی، اس کے بعد ۱۲۱۰ھ مین مبتلاے طاعون ہوکر انتقال کیا، اور ماریہ مین مدفون ہوئے،

جواد ساباط کی ماں بھی بقدر ضرورت پڑھی لکھی تھین، چنانچہ جواد نے فن تجوید و صرف و نحو اپنی والدہ ہی کی خدمت مین حاصل کیا تھا، پانچ برس کے سن سے اکیس برس تک جواد کی پرورش کرنے کے بعد ۱۲۰۹ھ مین بمقام بصرہ دنیا سے رخصت ہوئین،

ولادت

جواد کی ولادت ان کے والد ابراہیم کی وفات کے پانچ برس پیشتر ۱۱۸۸ھ مین بمقام ماریہ ہوئی، اس وقت وزیر بغداد حسن پاشا (ترکی) تھے، اور یہ حسن کی وزارت کا آخری زمانہ تھا،

تعلیم و تربیت

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ابراہیم ساباط اپنی اخیر عمر مین ہجر چلے گئے تھے، اس وقت جواد کی پیدایش ہو چکی تھی اور ابراہیم انکو اور ان کی ماں کو بھی ساتھ لے گئے تھے، ابھی جواد نے ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، جب ابراہیم کے انتقال کا حال معلوم ہوا تو شہربان نے جواد کو لیکر جزیرہ کی طرف کوچ کر دیا، کچھ دنون تک ابو شہر مین بڑی حسرت و افلاس کی حالت مین زندگی بسر کی، خوش قسمتی سے حاجی کو اغلی جنھون نے ابراہیم ساباط کی امارت موسم کے زمانہ مین حج کیا تھا، شہربان کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا تھا، جس سے پیٹ بھرنے کو ٹکڑا اور بدن چھپانے کو چیتھڑا میسر ہو جاتا تھا،

ابو شہر مین کچھ دنون رہ کر جزیرہ روانہ ہوگئین اور وہان ۱۲۰۶ھ تک مقیم رہین، پھر جواد کو ۱۲۰۶ھ مین بمقام بصرہ نعمان آقا بن مصطفےٰ آقا ماردینی کے ساتھ خراج احتساب کی کتابت پر مقرر کرا دیا، یہ سلسلہ کچھ زیادہ دنون تک قائم نہ رہ سکا، آخر کار اسی سال کے اخیر مین کچھ معمولی چیزین ساتھ کرکے محمد نبی، اور محمود بن شکور کی معیت مین بغرض تجارت کنکون روانہ کیا، اس کے بعد ۱۲۰۹ھ مین شہربان کا بھی انتقال ہوگیا، پانچ برس کی عمر مین باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا، اکیسوین برس ماں کی شفقت سے بھی محروم ہوگئے، اس مدت مین گو معاش کی جانب سے کبھی بیفکری حاصل نہین ہوئی، نہ اطمینان سے کسی ایک جگہ قیام ہی ہوسکا، تاہم اس حالت مین بھی قریب قریب تمام علوم و فنون سے بقدر ضرورت واقفیت حاصل ہو گئی تھی،

جواد نے خود اپنی تعلیم کا حال لکھا ہے، اور اپنے اساتذہ کے نام گنوائے ہین، یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تجوید، قرآن ونحو والدہ کی خدمت مین حاصل کیا، ۱۲۰۲ھ مین بمقام ابوشہر ملا محمد صادق بہبانی سے اصول فارسی اور خط املی سیکھی، ۱۲۰۴ھ مین شیخ عبد اللہ بن ابی دندن ساکن حسا سے عروض و قوافی کی تحصیل کی، اور ۱۲۰۵ھ مین احمد بن حمد حساوی کی خدمت مین بمقام حسا معانی و بیان و بدیع پڑھا، ۱۲۰۶ھ مین بمقام بصرہ سید عبد اللہ حداد اور نعمان بن سفر آفندی کی خدمت مین حدیث، فقہ، فرائض حاصل کیا، ۱۲۰۷ھ مین محمد غراب سے منطق و کلام اور حکمت نظریہ کے کچھ فنون سیکھے، ۱۲۰۸ھ مین بمقام دمشق عارف باللہ شیخ کامل عبد الجلیل نابلسی کی صحبت مین تصوف اور وجدانیات کی چاشنی سے آشنا ہوئے، اسکے بعد ۱۲۰۹ھ مین مان کا انتقال ہوگیا، ان کے انتقال کے چند دن بعد سے سیاحت شروع کی، اثنائے سیاحت مین بھی جب جب موقع ملا، کچھ نہ کچھ تحصیل کرتے رہے، چنانچہ ۱۲۱۳ھ مین جب ڈھاکہ پہنچے تو مولوی سید فضل علی عظیم آبادی کی خدمت مین رہ کر صرف و نحو کی خامی دور کی، ۱۲۱۶ھ مین مدراس مین مقیم ہوئے تو وہان مولوی عبد الرحمن دامانی کے پاس منطق اور اصول فقہ کی تکمیل مین مصروف رہے، ان حضرات کے علاوہ شیخ عبد اللہ مغربی، شیخ فضل اللہ بن عثمان حمادی اور مولوی صفدر علی خان ساکن مچھلی بندر اور پادری ہنری مارٹن برطانی انجنیر سے دیگر مختلف علوم و فنون سیکھے،

سیاحت

معلوم ہوتا ہے کہ والدہ کے انتقال کے بعد ہی جواد نے سیاحی شروع کر دی تھی، چنانچہ ان کا خود بیان ہے، کہ ۱۲۱۳ھ مین ڈھاکہ پہنچا، اور اس سے پہلے وہ مختلف بلاد و امصار کی سیر کر چکے تھے، حرمین، مصر، عجم، نجد، یمن وغیرہ کے نام خود انھون نے لیے ہین، اس سیاحت مین اقوام و ملل کے حالات کا انھون نے گہرا مطالعہ کیا، اور ان حالات سے بہت کچھ قیمتی نتائج اخذ کئے، اور اپنی آئندہ زندگی مین اسلام کی جو عظیم الشان خدمت انھون نے انجام دی اس کا جذبہ ان کی اسی واقفیت و باخبری نے ان کے دل مین پیدا کیا تھا، جو انھین اثنائے سیاحت مین اقوام و ملل کے متعلق حاصل ہوتی تھی،

جواد کی بیش بہا دینی خدمات

تبلیغ مسیحیت کا مقابلہ اور اس کے اسباب و علل

فاضل جواد کے تذکرۂ حیات لکھنے سے میرا اصل مقصد انھین خدمات کا ذکر کرنا ہے، جو اس بہادر فرزندِ اسلام نے انجام دی ہین، اور تبلیغ مسیحیت کا ردِ عمل ہے جو وقت کی سب سے اہم دینی خدمت تھی، لیکن اس سے پہلے یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ وہ کون سے اسباب تھے جنکی بنا پر اس خاص خدمت کا انتخاب کیا گیا اور اسکی انجام دہی کا خیال جواد کے دل مین پیدا ہوا، جواد نے اس کو خود ذکر کیا ہے،

"مین نے تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر سیر و سیاحت اور زمین کے طول و عرض کی پیمائش شروع کی، اس سیاحت مین مجھے یہ نظر آیا کہ اسلامی دنیا کے ہر ایک حصہ کے باشندے اپنا ایک مذہب مقرر کر کے اپنے مخالفین کی تضلیل و تکفیر مین مشغول ہین، اور غیر ضروری باتون کے پیچھے پڑے ہوئے ہین اور نصاری نے جو رخنے ان کے دین مین ڈالے ہین، مذہب پر حملے کئے ہین اور نقصان پہنچائے ہین، ان کی بندش و اصلاح، مدافعت و تلافی کی کسی کو فکر نہین ہے، نجد، حرمین، جزیرہ، عجم، مصر، یمن ہر جگہ یہی قصہ ہے، مین اپنی سیاحت کے دوران مین ہندوستان پہنچا، وہان کثیر التعداد علمار کا بھی یہی حال پایا، کم لوگ ایسے ملے جو ضروری امور کی طرف متوجہ ہون،

ادھر یہ حال ہے کہ ہندوستان کی عنانِ حکومت عیسائیون کے ہاتھ مین ہے، مسیحی مبلغین نے ایک جمعیت قائم کر رکھی ہے جس کا نام "برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی" ہے، اس کے مصارف کے متحمل مسیحی لوگ ہین، اس سوسائٹی کے مبلغین حبش، چین، روم، ایران بلکہ تمام ربع مسکون مین پھیلے ہوئے ہین، تبلیغ مسیحیت کا کام بڑے زور و شور سے ہو رہا ہے، ملیبار، مدراس، بنگالہ کے ایک لاکھ غیر مسلم افراد حلقہ بگوش مسیحیت ہو چکے ہین، اور دس ہزار فرزندانِ اسلام بھی آغوشِ اسلام سے بچھڑ کر عیسائیت قبول کر چکے ہین، ان حالات کے مطالعہ سے میرے دل مین اسلام کا درد پیدا ہوا، مین نے سوچا کہ اگر مین نے انکو

اس حالت مین چھوڑ دیا تو معلوم نہین کیسی بد سے بد تر حالت ہو جائے گی، اور اس وقت سوائے کفِ افسوس ملنے کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا، اور اس وقت کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی[1]

یہ بالکل ظاہر ہے کہ جس اہم کام کا جواد نے بیڑا اٹھایا تھا، اس کے لیے سرمایہ اور مسیحیون کے مذہب سے واقفیت کی ضرورت تھی، جواد کی مالی حالت جس قدر گری ہوئی ہے مخفی نہین ہے، اور اس وقت تک مسیحیون کے اصول و فروع سے بھی کافی واقفیت حاصل نہین ہوئی تھی، اس لیے سب سے پہلے ان دونون کا انتظام کرلینا ضروری تھا،

عہدۂ قضاء

جواد کو یہ بات بہت مناسب معلوم ہوئی کہ جس گھر مین آگ لگانی ہے، اس مین اگر اسی گھر کے چراغ سے آگ لگے تو خوب ہے، چنانچہ انھون نے کسی بڑے انگریز کے ہان ملازمت کرلی، اور کچھ ہی دنون مین حسنِ تدابیر اور لطائف الحیل سے کچھ ایسا اس کا دل قابو مین کرلیا کہ اس نے سفارش کرکے اسحاق پٹن مین ان کو قاضی کا عہدہ دلوا دیا،

زبانِ انگریزی کی تحصیل

جواد کو اب کسی قدر اطمینان حاصل ہوگیا اور انھون نے کوشش کرکے انگریزی زبان سیکھنا شروع کی، ذہین و طباع تھے ہی، تھوڑے ہی دنون مین اتنی مہارت حاصل ہوگئی کہ انجیل کا انگریزی ترجمہ سمجھنے لگے، یہ تبلیغِ مسیحیت کے مقابلہ مین جواد کا پہلا قدم تھا، جب اتنا ہوگیا تو انھون نے دوسرا قدم اٹھایا، یعنی ملتِ اسلامیہ سے اپنا انحراف ظاہر کرکے ۱۲۱۵ھ مین سیدھے مدراس پہنچے،

انجیل کی خدمت

اور وہان مجمعِ مقدس سے درخواست کی کہ انجیل کا عربی ترجمہ کرنے کی خدمت اس کے سپرد کیجائے، تاکہ اہلِ عرب بھی انجیلِ مقدس سے فائدہ اٹھا سکین، انجیل کا عربی ترجمہ کرنے کے لیے ان کو مترجم کیا گیا، اور دس سال تک یہ خدمت انجام دیتے رہے،

لیکن اس طویل مدت مین کبھی وہ اپنے مخفی مقصد سے غافل نہین ہوئے، اور نہ اسکی تکمیل مین کسی قسم کی کوتاہی کی، بظاہر انجیل کے ترجمہ مین مشغول تھے مگر پوشیدہ طور پر وہ برابر اپنا اصلی کام انجام دیتے رہے،

[1] البراہین الساباطیہ صہ،

بہاہیون کو ان پر پورا اعتماد ہوگیا تھا، اور وہ ان سے بہت خوش تھے،

ترجمہ کی خدمت سے علٰحدگی

سوءِ اتفاق سے ۱۲۲۵ھ مین ایک دین فروش، دنیا ساز شخص حدیدہ سے وارد ہندوستان ہوا، جواد کے پاس آکر مقیم ہوا، یہ کیا جانتے تھے کہ وہ ان کے حق مین کانٹے بوئیگا، انھون نے دوا دوش کرکے انگریزون کے یہان اس کو سو روپیہ کی ملازمت دلوادی، اس نے اس احسان کی یہ مکافات کی اور حقِ نمک یون ادا کیا کہ جواد کی طرف سے انگریزون کے کان بھرنا شروع کئے اور ترجمۂ انجیل کے بہانے سے مسیحیت کے قلعہ پر بمباری کے لیے جو گولہ بارود یہ تیار کر رہے تھے، اس کا راز طشت از بام کردیا، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اتہامات لگا کر انگریزون کو اس سے سخت بدظن کردیا، نوبت باینجا رسید کہ جواد کو اپنے جان کے لالے پڑ گئے، اس وقت ان کو بھی مناسب معلوم ہوا کہ ترجمہ کے کام سے علٰحدگی اختیار کرکے کچھ دنون کے لیے وطن مالوف چلے جائین، چنانچہ بارہ سال ترجمہ کا کام کرنے کے بعد ۱۲۲۷ھ مین اس کام سے دست بردار ہو کر خلفان بن سعید ازدی کی معیت مین وطن جانے کے لیے جہاز مین سوار ہوئے، جہاز نے لنگر اٹھایا، ابھی کچھ ہی دور جہاز پہنچا ہوگا کہ رفیقِ سفر خلفان سے کسی بات مین تکرار ہوگئی اور اسکی وجہ سے ایسی رنجش پیدا ہوگئی کہ اسکی معیت مین سفر کرنا بھی ناگوار ہوگیا، اور یہ ارادہ مصمم ہوگیا کہ کسی جگہ جہاز لنگر انداز ہو تو وہان اس کا ساتھ چھوڑ دین، نلصیری مین جہاز لنگر انداز ہوا اور جواد وہین اتر پڑے اور دوسرے جہاز کے انتظار مین وہان کچھ دنون تک پڑے رہے،

بشارت اور ترجمہ کے کام پر دوبارہ تقرر

ایک رات یونہین پڑے پڑے اپنی روانگی کے متعلق کچھ سونچ رہے تھے کہ یکایک کسی نے آواز دی جواد ساباط! یہ "حاضر ہوا" کہکر اٹھے اور دروازہ کھول کر باہر آئے تو مبہوت رہ گئے، آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کیا، مگر کوئی آدمی نظر نہ پڑا، دفعۃً پھر آواز آئی "جواد ساباط"! وطن واپس جانے کا خیالِ محال چھوڑ دو جس کام کو شروع کیا ہے جب تک اس کی تکمیل نہ کروگے گھر پہنچنا ناممکن ہے،، آواز سنائی دی اور کسی بولنے والے کا نشان نہین ملا تو جواد نے سمجھا

کہ یہ صداے غیب ہے، گھر جانے کی فکر چھوڑ کر مراجعت بنگالہ کا سامان کیا اور بنگالہ پہنچے، چونکہ ترجمہ انجیل کا کام ادھورا ہی رہ گیا تھا، مسیحیون کی بھی خواہش تھی کہ ترجمہ مکمل ہو جائے، جواد کو بھی ضرورت تھی کہ وہ مواد بہم فراہم ہون جن پر ان کے مقصد کی تکمیل موقوف تھی، اس لئے دوبارہ ترجمہ کی خدمت کے لیے ان کا تقرر عمل مین آیا، بار دیگر تقرر کے بعد دو برس تک ترجمہ انجیل کا اور کام کیا، اور اس درمیان مین اپنے کام کو بڑی جانفشانی اور دماغ سوزی سے پایہ تکمیل کو پہنچایا،

جواد کی دینی خدمات کی تفصیل جواد بظاہر تو مسیحیت قبول کرکے چودہ برس تک انجیل کے ترجمہ مین مصروف رہے، مگر دہ پردہ مسیحیت کے جال کا تار و پود بکھیرتے رہے جسکو سوسائٹی نے پھیلا رکھا تھا، اس طویل مدت مین انھون نے دو بڑے پایہ کی کتابین لکھین، جنمین عقائد مسیحیت کی کمزوری، اس کے اصول و فروع کا بطلان کھول کر رکھ دیا، اسلام کی حقانیت خود عیسائیون کی مسلمہ کتابون سے بیان کی، ایک کا نام الصراط اساباطیہ اور دوسری کا البراہین الساباطیہ ہے، صراط کو تو وہ چھپوا نہ سکے، البتہ براہین چھپوائی اور بڑا کام کیا، اس کا چھپوانا کوئی آسان کام نہ تھا، عیسائیون کے ملازم تھے، عیسائیون کو ان کی جانب سے شبہہ ہو ہی گیا تھا، اور بہت سے لوگ بھی ان کے سخت دشمن ہو رہے تھے، اور ان کی ہر نقل و حرکت کو بنظر تجسس دیکھ رہے تھے، دو تین آدمیون کے علاوہ اور کوئی ساتھ دینے والا نہ تھا، ان حالات مین جواد ہی کا کام تھا کہ تقریباً اڑھائی سو صفحے کی کتاب چھپوا کر شائع کر دی،

براہین کی طباعت اور اشاعت کا قصہ بھی کچھ کم دلچسپ نہین ہے، جواد کا جب دوبارہ تقرر ہوا، اس وقت سے وہ برابر اس فکر مین تھے کہ ان کی یہ کتابین مفید نہین ہو سکتین جب تک کہ ان کی اشاعت کا کوئی سامان نہ ہو، اسلیے وہ اپنی تنخواہ سے کچھ پس انداز کرتے جاتے تھے، جب کچھ معقول رقم یکجا ہو گئی تو انھون نے اپنا ایک ذاتی پریس قائم کیا، اور گھر مین چھپ کر اس کتاب کو چھاپنا شروع کیا، جواد کا حدیدی نمک خوار اب تک نمک حرامی سے باز نہین آیا تھا، اس کو کچھ شبہہ ہو گیا، اور وہ تفتیش کرنے لگا کہ آخر یہ دروازہ بند کرکے کیا کیا کرتے ہین، جب اتنا معلوم ہو گیا کہ کوئی کتاب چھاپ رہے ہین تو پریس کے ملازمون کو بہکانا اور بھوڑنا شروع کیا، چنانچہ کئی ایک نے

ہم چھوڑ دیا، مگر جواد نے ہمت نہین ہاری اور اپنی دھن مین برابر لگے رہے، یہان تک کہ براہین کے چھ سو نسخے مکمل چھپ کر تیار ہو گئے، اور اس کے تمام اخراجات جواد نے اپنی جیب خاص سے ادا کئے، براہین کے کل نسخے چھپا کر رکھ دیے، اس کے بعد خلفان بن سعید کے معرفت مختلف مقامات مین بھجوا کر مفت تقسیم کرا دیئے جس کی تفصیل حب ذیل ہے، اور یہ تفصیل جواد نے براہین مین خود لکھی ہے،

۱۰۰ نسخے حرمین، حجاز نجد مین — ۵۰ نسخے یمن مین

۵۰ ″ عمان — ۱۵۰ ″ بصرہ، بغداد، دجلہ، نجف اور جزیرہ کے دیگر مقامات مین

۱۰۰ ″ ایران وماوراء النہر مین — ۵۰ ″ اسلامبول اور اسکے ملحقات مین،

۱۰۰ ″ ہندوستان مین[1]

کل نسخے وقف کر دیے، براہین کے ہر نسخہ پر یہ عبارت طبع کرا دی وقفہا عفا اللہ عنہ کلہا تقربا الی اللہ ورسولہ لا تباع ولا تشری ولا تمنع عن ناقل ولا مطالع،

غریب الوطنی کی حالت مین جبکہ کوئی حامی و مددگار بھی نہ ہو اور ہر طرف سے دشمنون کا نرغہ ہو، مخالفین کی نظر بچا بچا کر اڈھائی سو صفحے کی کتاب تصنیف کرنا، اور اسکی اشاعت کے لیے ایک خطیر رقم سے پریس قائم کرنا، اور ڈھائی سو صفحے کی کتاب کے ۶۰۰ سو نسخے کی طباعت کے تمام مصارف کا تنہا متحمل ہونا اور جستہ جستہ اکثر بلاد اسلامیہ مین اس کے کل نسخے مفت تقسیم کرا دینا کیا یہ اسلام کی معمولی خدمات ہین، میرا تو یہ خیال ہے کہ اگر ہر زمانے مین دو چار ایسے ہی مخلص خادم جو دین کی خدمت اور اسلام کی تبلیغ اور مذہب کی جانب سے مدافعت کے لیے اسی طرح جانی و مالی قربانیان دینے کو تیار ہو جایا کرین تو مخالفین کے سارے منصوبے خاک مین مل جائین اور ان کی کل تدبیرین بیکار ہو جائین،

جواد نے ان واقعات کو دردناک انداز سے نظم مین بیان کیا ہے، چند اشعار نقل کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا،

[1] براہین ساباطیہ،

واخذت الظهما ببدلك قريحتى — حتى غدا انحى الكئيب المغتم

واتيت فى تتميقها بغرائب — غراء لم تتأت للمتقدم

وطبعتها وجعلتها وقفا ولا — امسى لما اسست غير متمم

من عين مالى والطروس شوا هدى — وسطو رهن مع المداد الادهم

وبنوا لجروج يبيتون وقصدهم — ان يظفروا منى بادنى ملزم

والخل ان ناديت اى خاطبته — لم يلتفت نحوى ولم يتكلم

وكذ الصديق يقول ان صادفته — انى برئ منك انك ملزمى

وشهرتها لم اخش دائرة العدى — والواش حولى كالحمام الحوم

وجعلتها منى هدية مخلص — لا باللئيم الا ولا بالله عدم

براہین کی بعض خصوصیات (۱) اناجیل اور دیگر صحیفون کی عبارتین ان کے انگریزی تراجم کے حوالے سے نقل کی گئی ہین جو ۱۶۱۱ء مین جیمس اول فرمانرواے برطانیہ کے حکم سے عالم وجود مین آئے تھے، پہلے اصل عبارت انگریزی زبان مین نقل کرتے ہین، اس کے بعد عربی مین اسکا ترجمہ کرتے ہین، (۲) جس مطلب کو ثابت کرنا ہوتا ہے اکو عام فہم دلائل سے ثابت کرتے ہین (۳) حتی الوسع بہت مختصر عبارت مین مطلب ادا کر جاتے ہین، (۴) کہین کہین وہ مکالمات بھی ذکر کر جاتے ہین جو ان کے اور پادریون کے مابین ہوتے رہتے تھے (۵) کتاب کے مطالعہ سے ان تجار کا کیرکٹر صاف نظر آنے لگتا ہے، جو ممالک اسلامیہ سے بغرض تجارت وارد ہندوستان ہوتے تھے، اور انگریزون کے ہاتھ ان ممالک کی مخصوص چیزین فروخت کرتے تھے، یا جو انگریزون کے ہان آکر کسی صیغہ مین ملازم ہو جاتے تھے، درحقیقت اجمالی طور پر یہ کتاب ان کے حالات کا آئینہ ہے،

جواد کی دیگر تصانیف کی تعداد تیس تک پہنچتی ہے اکثر عربی زبان مین ہین بعض بعض فارسی اور اردو مین بھی ہین بعض کے نام یہ ہین،

لہ براہین ساباطیہ صلا

ترجمۂ انجیل مقدس بزبان فارسی، ترجمۂ انجیل بزبان عربی، الحجج الساباطیہ یہ ان اعتراضات کا رد ہے ...انجیل کے فارسی ترجمہ پر کسی نے کئے تھے، النفحات الساباطیہ جواد کے عربی اشعار کا مجموعہ، خیالات ساباطیہ ...فارسی اشعار کا مجموعہ، الخلاصۃ الساباطیہ فی عبادات الحنفیہ، شراب الصوفیہ تصوف مین، دمامہ ساباطیہ (اردو ...ن دنحو مین)،

...جواد کی ہندوستان سے روانگی جواد نے اسلام کی جس خدمت کا بار اپنے ذمہ لیا تھا جب اس سے سبکدوش ہوگئے ...تو انھون نے مناسب سمجھا کہ اب ہندوستان چھوڑ دینا چاہیئے، اور ممالک اسلامیہ مین سکونت اختیار کرنی چاہیئے، ...جب رخت سفر باندھ چکے اور روانگی کے لیے بالکل آمادہ ہوگئے تو براہین کا ایک نسخہ اور اس کے ساتھ ایک خط لکھ کر ...پادری طامس کے نام روانہ کیا، خط کا خلاصہ یہ ہے،

از خادم دین محمدی ناصر شرع احمدی جواد ساباط ابن ابراہیم ساباط حسینی حنفی،

پادری طامس! ہداہ اللہ، واضح ہو کہ جب مین ان ممالک مین پہنچا اور آپ لوگون کی لغویانہ اور مفسدانہ ...کاروائیان دیکھین، مین نے اسکا بھی مشاہدہ کیا کہ مسلمانون کے جاہل طبقہ کے دل مائل ارتداد ہین اور مین نے ...مارکوس کے وہ اعتراض بھی پڑھے، جو اس نے قرآن مجید پر کیے ہین اور تمہارے مقاصد خوب اچھی طرح معلوم ...کر لیے تو مین ہمہ تن تمہاری طرف متوجہ ہوگیا، اور گھر گرستی چھوڑ کر تمہارے ساتھ اشتراک عمل کیا، لیکن مین نے ...جو کچھ کیا صرف تمہارے دین کی حقیقت اور تمہاری شریعت معلوم کرنے کے لیے کیا، جب میرا کام پورا ہوگیا، اور ...مین اپنے مقصد مین کامیاب ہوگیا، تو مین تم سے علحدہ ہوگیا اور تم کو بھلا بیٹھا،

براہین کا ایک نسخہ روانہ کرتا ہون، مین نے اپنی عمر کا بڑا حصہ اسکی تصنیف و تہذیب مین صرف کیا ہے، اور ...بڑی دماغ سوزی کی ہے، امید ہے کہ بنظر انصاف اور تعصب کی پٹی اتار کر اس کا بغور مطالعہ کرین گے، ممکن ...ہے خدائے تعالی اس کے ذریعہ آپ کو سیدھی راہ چلنے کی توفیق دے، اور آپکو بھی نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا بنا...

والسلام علی من اتبع الہدی،

جواد کی وسیع المشربی براہین کے مطالعہ سے جواد کی وسیع الخیالی کا بھی پتہ چلتا ہے، وہ باوجود حنفی المذہب ہونے کے حنفی، شافعی، شیعہ، سنی، آویزشون کو بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین، اور حد درجہ اس سے بیزار ہین وہ تمام کلمہ گو مختلف فرقون کو متحد دیکھنا چاہتے ہین، ان کی تمنا ہے، کہ تمام اندرونی اختلافات یک قلم مٹا کر مسلمانون کی مختلف الخیال جماعتین مخالفین کے مقابلہ مین ایک بنیانٌ مرصوص کی شکل مین نظر آئین،

خاتمہ:- چونکہ اس صحبت مین اپنی مصروفیتون کی وجہ سے ایجاز و اختصار پیش نظر ہے اس لیے یہان پہنچکر بادل ناخواستہ قلم روک لینا پڑا، اور کئی ایک قابل ذکر باتین لکھنے سے رہ گئین، تاہم اگر وقت نے مساعدت کی تو کسی دوسری صحبت مین جواد کا مکمل تذکرہ قوم کے سامنے پیش کر سکونگا، سردست یہ مختصر تذکرہ قوم کی خدمت مین پیش کرکے امیدوار ہون کہ قوم اس تذکرہ سے بہت کچھ سبق حاصل کرے گی اور صاحب تذکرہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے گی،

شعر الہند

حصہ اول

جس مین قدما کے دور سے لیکر دور جدید تک اردو شاعری کے تمام تاریخی تغیرات و انقلابات کی تفصیل کیگئی ہے، اور ہر دور کے مشہور اساتذہ کے کلام کا باہم موازنہ و مقابلہ کیا گیا ہے، کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلی مطبوعہ معارف پریس ضخامت ۵۰۰ صفحے قیمت للعہ

حصہ دوم

جس مین اردو شاعری کے تمام اصناف یعنی غزل، قصیدہ، مثنوی اور مرثیہ وغیرہ تاریخی و ادبی حیثیت سے تنقید کیگئی ہے، کاغذ و کتابت عمدہ ضخامت ۴۵۹ صفحے قیمت للعہ

"منیجر"

الحاد

اور

شاعری،

از مولنا عبد السلام صاحب ندوی،

دولت عباسیہ کے زمانۂ شباب مین یونانی علوم و فنون کی اشاعت، اور مختلف العقائد اور مختلف الاجناس قومون کے اختلاط نے ملاحدہ کا ایک مستقل گروہ پیدا کر دیا تھا، جو اخلاقی و معاشرتی حیثیت سے دو حصون مین منقسم تھا، ان کی ایک جماعت جس مین بہت سے شعراء و ادباء شامل تھے علانیہ رندی اور اوباشی مین مصروف رہتی تھی، اور مذہبی احکام کی تحقیر مین اوس کو مطلق کسی قسم کا باک نہ تھا، چنانچہ اغانی مین ان کی اوباشی کے جو واقعات موجود ہین وہ نہ صرف مذہبی حیثیت سے بلکہ اخلاقی حیثیت سے بھی نہایت شرمناک ہین،

اس کے برعکس ان کا دوسرا گروہ سخت زاہد و متقشف تارک اللذات حلیم بردبار اور قانع و متوکل تھا، اور حکماء و صوفیہ کی جماعت مین جو لوگ ملحد و زندیق تھے وہ اسی گروہ مین داخل تھے، اور اسلامی ممالک کی فضا کو در پردہ نہایت خطرناک طریقہ پر مسموم کر رہے تھے،

باطنیون کا فرقہ پیدا ہوا تو اس نے اپنے ملحدانہ عقائد و خیالات کی تبلیغ و اشاعت کے طریقون مین ان دونون فرقون کی خصوصیات کو شامل کر کے اون کو نہایت موثر اور ہمہ گیر بنا دیا، مثلاً

(۱) جو لوگ زہد و عبادت کی طرف مائل تھے اُن کو پہلے زہد و عبادت کی طرف مائل کیا، پھر بتدریج ان کے ان عبادات کی حقیقت اور فرائض کے علل و اسباب دریافت کئے اور اسی سلسلے مین ان کے متعلق ان کے دل مین شکوک و شبہات پیدا کئے،

(۴) اس کے بالکل برعکس، اوباش، اور عیاش لوگوں سے صاف صاف کہا کہ عبادت گذاری حماقت ہے، عقلمندی یہ ہے کہ دنیوی اور مادی لذتوں سے خوب فائدہ اٹھایا جائے، اور اس میں لعنت و ملامت کی بالکل پروا نہ کیجائے، چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے،

من راقب الناس مات هما وفاز باللذة الجسور

جس نے لوگوں کا پاس لحاظ کیا اس کو رنج و غم میں جان دینی پڑیگی لذت صرف دلیر آدمی حاصل کر سکتا ہے

(۳) جو لوگ مذہب، قیامت اور ثواب اخروی کے متعلق بذاتِ خود شکوک و شبہات رکھتے تھے، ان کے سامنے بتصریح ان چیزون کی نفی کی، اور ان کو علانیہ ناجائز چیزون کی طرف مائل کیا[1]

ان طریقون سے جن لوگون کے اوپر الحاد و عموماً چل گیا، ان کی تین قسمین تھین،

(۱) عوام اور ان پڑھ لوگ، مثلاً کرد، نبطی، اور ایرانی،

(۲) فرقہ شعوبیہ یعنی وہ لوگ جو اہل عجم کو اہل عرب پر ترجیح دیتے تھے،

(۳) قبیلہ بنو ربیعہ کے ضعیف العقل لوگ جو قبیلہ مضر پر اس لیے رشک کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم قبیلہ مضر ہی سے تھے[2]، غرض مختلف اسباب سے دنیائے اسلام مین ملاحدہ کا ایک گروہ پیدا ہوگیا تھا، جس مین بہت سے شعراء و ادباء بھی شامل تھے، چنانچہ عباسی دور کے شعراء و ادباء مین، حماد عجرد و حماد راویہ، حماد زبرقان، بشار بن برد، مطیع بن ایاس، یحیی بن زیاد الحارثی، ابن مقفع، والبہ بن حباب، عمارہ بن حمزہ، حفص بن ابی بردہ، قیس بن زبیر، یونس بن ابی فروہ، صالح بن عبد القدوس، اور علی بن خلیل وغیرہ نے اپنے اشعار مین رندانہ، اوباشانہ اور ملحدانہ خیالات کا نہایت کثرت سے اظہار کیا، اور نہ صرف شاعرانہ طور پر ان کا اظہار کیا بلکہ ان پر عامل بھی رہے، اور ان مین بعض زندقہ و الحاد کے جرم مین قتل و گرفتار بھی کیے گئے،

[1] الفرق بین الفرق صفحہ ۲۰۴، [2] ایضاً صفحہ ۲۰۵،

ان سب کے بعد ابو العلاء معری پیدا ہوا، جو زمانہ طالب العلمی مین لاذقیہ کے ایک گرجے مین کسی آشنائے فلسفہ راہب کی باتین سنکر ملحد ہوگیا، اور اپنے اشعار مین حسب ذیل ملحدانہ خیالات ظاہر کئے،

(۱) انکار وجود باری مثلاً

قلتم لنا خالق قديم صدقتم هكذا نقول

تم کہتے ہو کہ ہمارا ایک قدیم خالق ہے سچ کہتے ہو ہم بھی یہی کہتے ہین

زعمتموه بلا زمان ولا مكان الا فقولوا

تم کہتے ہو کہ وہ نہ زمان مین ہے نہ مکان مین

هذا كلام له خبيء معناه ليست لكم عقول

اس بات مین ایک بھید ہے لیکن تم کو عقل نہین

ایک جگہ خود خدا سے مخاطب ہو کے کہتا ہے،

اذا كان لا يحظى برزقك عاقل وترزق مجنونا وترزق احمقا

جب تیری روزی سے عقلمند آدمی حصہ نہین پاتا اور تو مجنون اور احمق کو روزی دیتا ہے

فلا ذنب يا رب السماء على امرئ رأى منك ما لا يشتهى فتزندقا

تو اے آسمان کے پروردگار اس شخص کا کوئی گناہ نہین جو تیرے ناپسندیدہ افعال کو دیکھکر زندیق ہو جاتا ہے

(۲) نبوت اور شریعت کی تحقیر، مثلاً

دعا موسى فزال وقام عيسى وجاء محمد بصلاة خمس

موسی نے دعوت دی اور چلے گئے پھر عیسی اوٹھے اور محمد پانچ نمازین لیکر آئے

وقيل يجيء دين غير هذا فاودى الناس بين غد وامس

کہا جاتا ہے کہ اسکے علاوہ بھی ایک دین آئیگا، لیکن اگر یہی اندازہ درست ہو تو لوگ کل اور پرسون کے تقاضا مین فنا ہو جائین گے

وجدت الشرع تخلقه اللیالی
کما خلق الرداء الشرعبی

ہم نے پایا کہ شریعت کو چادر کی طرح
زمانہ پرانا کر رہا ہے،

هی العادات یجری الشیخ منہا
علی ما قد تعودھا الصبی

شریعت ایک عادت ہے کہ بڈھا بھی اسی کو
اختیار کرتا ہے جس کا بچہ خوگر ہو چکا ہے

اثنان اهل الارض ذو عقل بلا
دین وآخر دین لا عقل له

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں، ایک صاحب عقل جو کسی مذہب کا پابند نہیں دوسرا دیندار جسکے پاس عقل نہیں

ان الشرائع القت بیننا احنا
واورثتنا افانین العداوات

شریعتوں نے ہمارے درمیان دشمنی ڈال رکھی ہے
اور طرح طرح کی عداوتیں پیدا کر رکھی ہیں

ید بخمس مئین عسجد فدیت
ما بالها قطعت فی ربع دینار

یعنی قصاص کی صورت میں جس ہاتھ کی دیت پانچسو دینار ہے، آخر وہ دس درہم کی چوری میں کیوں کاٹا جاتا ہے؟

(۳) انکار معاد مثلاً

تحطمنا صروف الزمان کانا
زجاج ولکن لا یعاد لنا سبک

ہم کو زمانہ کی گردش چور چور کر دیتی ہے گو یا
ہم ایک شیشہ ہیں، لیکن ہم کو دوبارہ ڈھالا نہیں جا سکتا

لیکن معری ملاحدہ کے اُس گروہ میں شامل تھا جس نے زہد و تقشف کو اپنا شعار بنا لیا تھا، اسلیے اوسکی شاعری رندانہ اور اوباشانہ خیالات سے محفوظ رہی اور اس قسم کے مضامین شعرائے دولت عباسیہ ہی کے ساتھ مخصوص رہے،

معری کے بعد خیام پیدا ہوا اور شعرائے ایران میں غالبًا وہ پہلا شاعر ہے جس نے فارسی شاعری کو ملحدانہ خیالات سے آشنا کیا، اور اپنی رباعیات میں حسب ذیل ملحدانہ خیالات ظاہر کئے،

(۱) گستاخانہ طریقہ پر در پردہ خدا کا انکار مثلاً،

ابریق مے مرا شکستی ربا
برمن در عیش را ببستی ربا

بر خاک بریختی مے لعل مرا
خاکم بدہن کہ سخت مستی ربا

(۲) استخفاف شریعت مثلاً

چیم بہ نماز و روزہ چون مائل شد
گفتم کہ مراد کلیم حاصل شد

افسوس کہ این وضو بیادے بشکست
وان روزہ بہ نیم جرعہ باطل شد

(۳) انکار معاد مثلاً

زان پیش کہ بر سرت شبخون آرند
فرماے کہ تا بادۂ گلگون آرند

تو زر نۂ اے غافل نادان کہ ترا
در بوتہ نہند و باز بیرون آرند

این عقل کہ در رہ سعادت پوید
روزے صد بار خود ترا می گوید

دریاب تو این یکدمہ فرصت کہ نۂ
آن ترہ کہ بدروی و آخر روید

لیکن وہ ملاحدہ کے اوس گروہ میں شامل تھا جو رندانہ زندگی بسر کرتا تھا، اس لیے اس نے اپنی تمام شاعرانہ طاقت شراب و کباب کی مداحی میں صرف کی، اور اس فلسفۂ عیش و مسرت کو بعض فلسفیانہ دلائل سے ثابت کیا، مثلاً

از آب وگلم سرشتۂ من چہ کنم
وین پشم وقصب تو رشتۂ من چہ کنم

ہر نیک و بدے کہ از من آید بوجود
تو بر سرمن نوشتۂ من چہ کنم

جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے، کہ انسان اپنے تمام نیک و بد افعال کے کرنے پر مجبور ہے اسلیے ان مجبورانہ اعمال پر اس کو کسی قسم کی سزا نہیں دیجا سکتی بلکہ ان کا ذمہ دار خود خدا ہے،

یہ یقینی ہے کہ اس کے یہ خیالات صرف شاعرانہ ہی نہ تھے جنکو واقعات سے بہت کم تعلق ہوتا ہے، بلکہ وہ حقیقی طور پر ملحد تھا، چنانچہ علامہ جمال الدین قفطی اخبار الحکماء میں لکھتے ہیں کہ

اس کے زمانہ کے لوگوں نے جب اس کے دین پر اعتراض کیا اور جن پوشیدہ خیالات کو اس نے مخفی رکھا تھا ان کو ظاہر کر دیا تو اس کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا اور اس نے اپنے قلم اور اپنی زبان کو روک لیا اور شوقیہ نہ بطور تقیہ کے حج کو چلا گیا اور اسرار کو غیر واضح طور پر ظاہر کیا۔[1]

لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس قسم کا ملحد تھا، یعنی اس کو صرف فلسفہ و حکمت نے ملحد بنا دیا تھا، یا وہ کسی مذہب و عقیدہ کے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا، البتہ بعض قرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ملاحدہ کے سب سے زیادہ خطرناک گروہ باطنیوں میں شامل تھا، کیونکہ

(۱) اولاً تو وہ حسن بن صباح کا رفیق تھا، جو باطنیوں کا مشہور پیشوا تھا،

(۲) ثانیاً وہ دنیا و آخرت کے لیے استعارۃً "نقد و نسیہ" کا لفظ استعمال کرتا ہے، مثلاً

زاہد گوید بہشت با حور خوش است — من می گویم شراب انگور خوش است
این نقد بگیر و دست ازان نسیہ بدار — آواز دہل شنیدن از دور خوش است

اور یہ دونوں لفظ خاص باطنیوں کی ایجاد ہیں، چنانچہ امام او استاد ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بن محمد البغدادی نے جنکی وفات خیام کی ولادت سے پیشتر یعنی ۴۲۹ھ میں ہوئی ہے، اپنی کتاب "الفرق بین الفرق" میں سلیمان ابن الحسن کے نام قیروانی کا جو خط نقل کیا ہے، اس میں ہم کو یہ دونوں لفظ بہ تصریح ملتے ہیں، چنانچہ اس کے چند فقرے یہ ہیں،

ان صاحبھم حرم علیھم الطیبات و خوفھم بغائب لا یعقل وھو الاله الذی یزعمونه واخبرھم بکون مالا یرونه ابدا من البعث من القبور والحساب والجنة والنار حتی استعبدھم بذلك عاجلا وجعلھم له فی حیاته ولذریته بعد وفاته خولا واستباح بذلك اموالھم بقوله (لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی) فکان امرہ معھم نقدا وامرھم معه نسیة[1]

ان کے پیغمبر نے ان پر پاک چیزیں حرام کر دیں، اور انکو ایک ایسی غائب چیز کا خوف دلایا جو غیر معقول ہے یعنی وہ خدا جسکا وہ یقین رکھتے ہیں اور ان کو ایک ایسی چیز کی خبر دی جس کو وہ کبھی نہ دیکھینگے یعنی قبروں سے اٹھنا، حساب جنت اور دوزخ یہاں تک کہ ان لوگوں کو اس طریقہ سے ان کو اپنی زندگی میں اپنا اور مرنے کے بعد اپنی اولاد کا غلام بنا لیا اور اس طرح ان کے مال و دولت کو یہ کہکر مباح کر لیا کہ میں تم سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتا بجز رشتہ داروں کی دوستی کے، اس لیے اس کا معاملہ تو ان کیساتھ نقد ٹھہرا اور ان کا معاملہ اس کے ساتھ ادھار،

(۳) غالباً وہ پہلا شخص ہے جس نے فارسی شاعری میں فقہا و اہل صلاح کی تذلیل و تحقیر کی ہے، اور اس گروہ کا بغض فرقہ باطنیہ اور اباحیہ کا مخصوص شعار تھا، چنانچہ محدث ابن جوزی لکھتے ہیں،

وبغضھم الفقھاء اکبر الزندقة[2] — ان کا فقہا سے بغض رکھنا بہت بڑا الحاد ہے،

(۴) خیام ارتکاب گناہ میں خداوند تعالیٰ کے عفو و کرم پر بہت زیادہ اعتماد کرتا ہے، مثلاً

بر پائے خرابات روم بخشائے — بر دست پیالہ گیر من رحمت کن

لیکن یہ بھی درحقیقت انہی باطنیوں کا ایک فریب تھا جو وہ عوام کو دیتے تھے، اور ان کا یہ جادو ان پر چل بھی جاتا تھا، چنانچہ علامہ ابن جوزی تلبیس ابلیس میں لکھتے ہیں،

ومن تلبیسه علی العوام انه اطلقھم فی المعاصی فاذا وبخوا انفسھم تکلموا کلام الزنادقة فمنھم من یقول لا اترك نقدا لنسیة ومنھم من یقول الرب کریم والعفو واسع والرجاء من الدین[3]

اور عوام کیلئے ابلیس کا ایک فریب یہ ہے کہ وہ ان کو ارتکاب گناہ میں مطلق العنان کر دیتا ہے اور جب انکو اس پر سرزنش کیجاتی ہے تو وہ ملحدوں کی بولی بولنے لگتے ہیں چنانچہ ان میں بعض تو یہ کہتے ہیں کہ میں نقد کو ادھار کے لیے نہیں چھوڑ سکتا اور بعض کہتے ہیں کہ خدا کریم ہے، اس کا عفو وسیع ہے، اور امید رکھنا ایک مذہبی بات ہے،

---

[1] کتاب مذکور صفحہ ۴۳ تذکرہ خیام، نیز اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اس کے اشعار کے اندر شریعت کو ڈسنے والے سانپ ہیں۔

[1] الفرق بین الفرق صفحہ ۲۸۱-۲۸۲ [2] تلبیس ابلیس صفحہ ۱۰۴ [3] ایضاً صفحہ ۴۰۸۔

خیام کے بعد خواجہ حافظ کا زمانہ آیا تو انھون نے غزل مین خیام ہی کے فلسفہ عیش و مسرت کو اسی کے الفاظ و دلائل کے ساتھ نہایت پر جوش اور ولولہ انگیز طریقہ پر ادا کیا، مثلاً

چمن حکایت اردی بہشت می گوید ۔۔۔ نہ عاقل است کہ نسیہ خرید و نقد بہشت

نقد و نسیہ

گدا چرا نہ زند لاف سلطنت امروز ۔۔۔ کہ خیمہ سایہ ابر است و بزمگہ لب کشت

زاہد مکن نسیہ حکایت کہ بہ نقد دم ۔۔۔ ترکے است چو حورے و سرائے چو بہشتے

اے دل از عشرت امروز بفردا فگنی ۔۔۔ مایۂ نقد بقا را کہ ضمان خواہد شد

مکن بچشم حقارت نگاہ بر من مست ۔۔۔ کہ نیست معصیت و زہد بے مشیت او

مسئلہ جبر

برو اے ناصح و بر درد کشان خردہ مگیر ۔۔۔ کار فرمائے قدر مے کند این من چہ کنم

بیار بادہ بخور زانکہ پیر میکدہ دوش ۔۔۔ بسے حدیث عفور و رحیم و رحمان گفت

رحمت خدا پر اعتماد

ہست امیدم کہ علی رغم عدو روز جزا ۔۔۔ فیض عفوش نہ نہد بار گنہ بر دوشم

دارم از لطف ازل منزل فردوس طمع ۔۔۔ گرچہ دربانی میخانہ فراوان کردم

خواجہ صاحب نے جس وقت یہ صدا بلند کی ہے، اوس سے بہت پہلے دنیائے اسلام کی اخلاقی حالت تباہ ہو چکی تھی، اور تمام قوم عیش پرستی مین مبتلا ہو گئی تھی، بالخصوص شیراز کی اخلاقی حالت نہایت ابتر تھی چنانچہ بشاری نے اپنے جغرافیہ مین لکھا ہے کہ وہان فسق و فجور کا علانیہ ارتکاب کیا جاتا ہے اہل علم و ادب کا احترام بہت کم ہے، مجوسیون کے رسوم بالکل واضح طور پر موجود ہین، اور وہان کے قحبہ خانے مشہور ہین[1]. تصوف کی صورت بالکل مسخ ہو چکی تھی، اور مذہبی گرفت سے بچنے کے لیے فرقہ اباحیہ نے جو تمام محرمات و منہیات کو جائز سمجھتا تھا، انھی صوفیون کے حلقے مین پناہ لی تھی چنانچہ محدث ابن جوزی تلبیس ابلیس مین لکھتے ہین

وقد اندس فی الصوفیۃ اہل الاباحۃ فتشبہوا ۔۔۔ اپنی جانون کی حفاظت کیلئے صوفیہ مین اہل اباحت

[1] بحوالہ معجم البلدان جلد ۵ صفحہ ۳۲۰ تذکرہ شیراز،

بہم حفظاً لہا ما ئہم[1] ۔۔۔ گھل مل گئے اور انکے ساتھ مشابہت پیدا کرلی،

فرقہ باطنیہ نے بھی اسی حلقہ کو اپنا کمینگاہ بنایا تھا، چنانچہ محدث موصوف نے ان کے اُن خوارق و ... ان کے ذکر کے بعد جنکے ذریعہ سے وہ عوام کے قلوب کو مسخر کرتے تھے، لکھا ہے،

والاغلب انہم کانوا من الشیعۃ الامامیۃ والغلاۃ الباطنیۃ[2] ۔۔۔ ظن غالب یہ ہو کہ یہ صوفیہ شیعہ امامیہ اور غلاۃ باطنیہ سے تھے،

مقریزی کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ تحفظ جان کے علاوہ اپنے مذہب کی تبلیغ واشاعت کے لیے بھی یہ لوگ صوفیہ کا بھیس بدل کر نمایان ہوتے تھے[3]، اور خواجہ صاحب کی خوش قسمتی سے شیراز اہل ... کے صوفیون کا خاص مرکز تھا، چنانچہ محدث ابن جوزی نے شیراز کے متعلق فقیہ ابوالقاسم عبدالرحیم بن جعفر سیرانی کا یہ قول نقل کیا ہے،

واما الصوفیۃ ہناک سفرطجد احتی یقال ان عددہم الوف[4] ۔۔۔ شیراز مین صوفیہ کی حالت حد اعتدال سے گذر گئی ہے، یہان تک کہ وہان انکی تعداد کئی ہزار تک پہنچ گئی

ایسی حالت مین جیسا کہ محدث ابن جوزی نے لکھا ہے کہ،

زندیقون نے دلیری کیساتھ اسی وقت شریعت کا انکار کیا جب متصوفین کا گروہ پیدا ہوا اور رندانہ وضع اختیار کرلی[5]

اس قسم کے ملحدانہ اور رندانہ خیالات نہایت دلیری کے ساتھ ظاہر کیے جا سکتے تھے، اور خواجہ صاحب نے یہ خیالات اسی دلیری کے ساتھ ظاہر کیے،

عاشق از مفتی نہ ترسد مے بیار ۔۔۔ بلکہ از یرغوی سلطان نیز ہم

محتسب داند کہ حافظ مے خورد ۔۔۔ و آصف ملک سلیمان نیز ہم

[1] کتاب مذکور صفحہ ۳۰۹ [2] ایضاً صفحہ ۱۵ [3] مقریزی جلد ۴ صفحہ ۲۶۷ [4] تلبیس ابلیس صفحہ ۳۶۲ [5] ایضاً صفحہ ۴۰۰

این درد یتیم چہ خوش آمد کہ سحر گہ می گفت — با دف و بربط و نے مغبچۂ ترسائے

گر مسلمانی این است کہ واعظ دارد — وائے اگر در پس امروز بود فردائے

اگرچہ خواجہ صاحب نے اس قسم کے مضامین کو زیادہ تر تصوف کے پردے مین ادا کیا ہے، لیکن ان کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس پردے کو بھی اٹھا دینا چاہتے تھے،

داستان در پردہ می گویم ولے — گفتہ خواہد شد بدستان نیز ہم

لیکن بایں ہمہ خیام کی طرح کسی تاریخی شہادت، یا تاریخی قرینہ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ خواجہ صاحب ملحد یا بے دین تھے، تاہم ان کے کلام کے جوش و سرمستی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف اپنے زمانہ کے نقال اور خیام کے مقلد نہ تھے، بلکہ انھون نے ان خیالات کو کسی خاص جذبہ سے متاثر ہو کر ظاہر کیا تھا، یہ ممکن ہے کہ وہ باطنیہ یا اباحیہ فرقے سے تعلق نہ رکھتے ہون، لیکن وہ کم از کم اُن صوفیون مین تو ضرور شامل تھے جنھون نے بقول محدث ابن جوزی رندانہ وضع اختیار کر لی تھی، خواجہ صاحب کی شراب کو اگرچہ معرفت کی شراب کہا جاتا ہے، لیکن خود خواجہ صاحب کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسی معمولی شراب کے عادی تھے، چنانچہ ایک بار جب محمد بن مظفر مبارز الدین نے اپنی تخت نشینی کے ساتھ ہر جگہ محتسب مقرر کر دیئے، اور تمام شراب خانے بند کروا دیئے تو خواجہ صاحب نے اس کے ماتم مین متعدد غزلین لکھین مثلاً

اگرچہ بادہ فرح بخش و باد گلبیز است — بہ بانگ چنگ مخور مے کہ محتسب تیز است

بود آیا کہ در میکدہا بکشایند — گرہ از کار فرو بستۂ ما بکشایند

لیکن جب شاہ شجاع کے زمانے مین یہ بندش اوٹھ گئی تو خواجہ صاحب نے متعدد غزلون مین اس پر اظہار مسرت کیا،

سحر ز ہاتف غیبم رسید مژدہ بگوش — کہ دور شاہ شجاع است مے دلیر بنوش

قسم بحشمت و جاہ و جلال شاہ شجاع — کہ نیست باکسم از بہر مال و جاہ نزاع

ببین کہ رقص کنان مے رود بنالۂ چنگ — کسے کہ اذن نمے داد استماع سماع

چنگ در غلغلہ آمد کہ کجا شد منکر — جام در قہقہہ آمد کہ کجا شد مناع

مظہر لطف ازل روشنیٔ چشم امل — جامع علم و عمل جان جہان شاہ شجاع

لیکن اگر وہ صرف شراب معرفت کے نشے مین چور رہتے تھے تو میخانون کے بند ہونے اور کھلنے کا اثر اونکی اس شراب پر کیا پڑ سکتا تھا؟ میخانہ معرفت کا دروازہ تو ہر وقت کھلا رہتا ہے اور ساقی ازل کا دور ہر وقت جلا رہتا ہے، اور اس پر کوئی شخص کسی قسم کی بندش عائد نہین کر سکتا، لیکن بہرحال ہمارا یہ مقصد نہین ہے کہ خواجہ صاحب پر الحاد و بیدینی کا الزام لگائین، بلکہ یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ عربی اور فارسی شاعری مین جو ملحدانہ خیالات پائے جاتے ہین، وہ صرف ہوائی تیر نہین ہین بلکہ اوس زمانے مین ان کا صحیح ماخذ موجود تھا، صرف رندانہ خیالات ہی کی تخصیص نہین بلکہ فارسی شاعری مین تقدیر، زمانہ، اور آسمان کی شکایتون کے مضامین کا جو طومار ہے وہ تمامتر ملاحدہ سے ماخوذ ہے، چنانچہ محدث ابن جوزی تلبیس ابلیس مین لکھتے ہین:

ہم نے اپنی امت کے فلسفیون کی ایک جماعت دیکھی ہے جس کو فلسفہ سے صرف حیرت کا حصہ ملا ہے اسلیے وہ نہ فلسفہ پر عمل کرتے نہ اسلام پر، بلکہ ان مین بعض وہ لوگ بھی ہین جو رمضان کا روزہ رکھتے ہین اور نماز پڑھتے ہین، بایں ہمہ خدا اور نبوت پر اعتراض اور انکار قیامت پر گفتگو کرتے ہین ان مین اکثر سب فقر و فاقہ کے مارے ہوئے ہوتے ہین اسلیے وہ تقدیر سے نالان اور مقدر سے بیزار رہتے ہین یہان تک کہ مجھ سے ان مین بعض لوگون نے کہا کہ ہماری مخاصمت صرف اوس ذات سے ہے جو آسمان کے اوپر ہے اور یہ شخص اس مضمون کے بہت سے اشعار بھی کہتا تھا،

عربی و فارسی شاعری مین زہد و قناعت کے جو مضامین پائے جاتے ہین، ان کا ماخذ اگرچہ بظاہر تصوف ہے، لیکن وہ ملاحدہ بھی ان کا ایک ماخذ ہو سکتے ہین جو زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے،

کیا داراشکوہ مسیحی مرا،

منوچی کی ایک غلط بیانی،

داراشکوہ اور اورنگ زیب کے تعلقات، ان کی برادرانہ جنگ، اور اسکے ہولناک نتایج، اور اس کے اسباب وعلل اور دارا کے مذہبی عقائد سب آخر تک شاہجہان کی سب سے زیادہ چہیتی اولاد اور وارث تخت وتاج، "شاہ بلند اقبال" کی عبرت ناموت خود اپنے مستقل عنوان ہین، جنپر موجودہ تاریخی معلومات کی بنا پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے، مگر اس وقت ہم ان سب کے علاوہ ایک ضمنی موضوع کے متعلق اختصار کے ساتھ کچھ عرض کرنا چاہتے ہین،

ابتدائی یوروپین سیاحون نے عموماً اور منوچی نے خصوصاً اپنے تذکرہ مین اس قدر غلط بیانیان کی ہین، اور ایسے ہولناک، بے بنیاد، حیاسوز واقعات لکھے ہین کہ اگر ان کو تسلیم کرلیا جائے تو یہ ہندوستان کی معاشرتی زندگی کی ایسی تصویر ہوگی جس کے سامنے مس میو کی کتاب ہیچ و بے وقعت ثابت ہوگی، اور واقعہ یہ ہے کہ جدید سیاح ومسافر ایسی ہی کتابون کو پڑھ کر آئے اور پھر انھین کے خیالات سے متاثر ہوکر اسی زاویۂ نگاہ سے ہر شے کا مطالعہ کرتے ہین، اسلیے ضروری ہے کہ گذشتہ وموجودہ ہندوستان کے صحیح حالات کو پیش کرنے کی ایک مستقل ووسیع کوشش کیجائے کہ صدیون کی مسلسل غلط بیانیان دور ہوجائین،

منوچی کے تمام خیالی یا زیادہ از زیادہ سماعی افسانون مین یہ بھی ایک دلچسپ چیز ہے کہ اس نے اپنے مربی، اپنے آقا اور اپنے مالک کو نہ صرف الحاد وکفر، فسق وفجور کے الزامات سے بچانے کی کوشش نہین کی، بلکہ ایک سچے مسیحی کی طرح اس نے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ "دارا" نے جس وقت جان دی ہے اسی وقت اسے نہ اُپنشدون کے رموز تسکین دے سکے اور نہ قرآن کریم کے اسرار، بلکہ وہ اپنے کرب

واضطراب کی دوا دامن عیسیٰ مین تلاش کررہا تھا، اس کا بیان ہے کہ جب داراشکوہ گرفتار ہوکر دہلی آیا اور خضر آباد مین رکھا گیا، تو اس نے اپنے اس فلمیش پادری سے جبکی دیا بوزے (BUSUOR BUZE) سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن محافظون نے پادری کو نہ آنے دیا، وہ اس قید وموت کے درمیانی وقفہ مین اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ "محمدؐ مرا می کشد و ابن اللہ مرا می بخشد" اور جب قاتل اس کے کمرہ مین داخل ہوئے اس وقت بھی اس کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔

اب اس کے بیان کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۱۸ وین صدی عیسوی سے اس وقت تک جو کتابین لکھی گئین ان مین اس افسانہ کو خاص اہمیت دیگئی اور چونکہ منوچی ۴۸ سال مغل دربار سے متعلق رہا ہے اور دارا کے آخری دنون مین بھی اس کے ساتھ تھا اس لیے ہر مصنف نے اوسکی کتاب کو ایک بہترین ماخذ بنالیا، چنانچہ جب کٹرد نے ۱۷۱۵ء مین اپنی تاریخ مغلیہ[1] شائع کی تو نہ صرف اس کو ماخذ بنایا بلکہ دارا کے متعلق ان الفاظ مین اظہار خیال کیا،

"جونہی دارا کو حکومت وقوت حاصل ہونے لگی وہ بہت متکبر وخوددار ہوگیا، صرف چند یوروپینون پر اس کو اعتماد تھا، جسوٹ کا وہ بہت لحاظ کرتا تھا، یہ ا.... دن مین فلیمش بوسی بھی تھا، اس نے شہزادہ کے خیالات پر بہت کچھ اثر ڈال رکھا تھا، اور اگر اس کی رائے مان لیجائے تو دارا کے ساتھ مسیحیت بھی تخت حکومت پر نظر آتی۔"

اس سے آگے ایک قدم اور بڑھیے اور اب ان لوگون کو لیجئے جنھون نے منوچی کی جگہ کٹرد کو اپنا ماخذ بنایا، ان مین دہیکر صاحب ایسے مصنف ہین جنکو مسلم آزاری مین خاص لطف آتا ہے، اور ان کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہین دیتے، وہ اپنی کتاب ہند، عہد اسلام مین[2] اس واقعہ کو یون لکھتے ہین،

"فادر کٹرد کا بیان ہے کہ دارا عیسائی مرا، جب دارا کو معلوم ہوگیا کہ موت لازمی ہے تو اس نے مسیحیت مین تسکین تلاش کرنیکی کوشش کی....."

[1] HISTORY OF THE MOGUL DYNESTY INDIA PARIS 1715 [2] صفحہ ۳-۲۱۲

آئیے اب ہم دیکھیں کہ اس واقعہ کی کیا حقیقت ہے کیا واقعی دارا کو قرآن و وید سے تسکین نہ ہو سکی!
اور کیا وہ آخری لمحوں میں اپنی روح کی طمانیت کے لیے مسیحیت کے دامن میں پناہ لینا چاہتا تھا؟

اس واقعہ کی تحقیق کی بہترین صورت یہ ہے کہ ہم اس عہد کی فارسی تاریخوں کے ساتھ ان یورپین
سیاحوں کے تذکرے اور سفرنامے بھی دیکھیں جو اس واقعہ کے عینی شاہد تھے،

فارسی تاریخوں میں دو کتابیں سرکاری حیثیت رکھتی ہیں، یعنی عالمگیر نامہ اور مآثر عالمگیری اور یہ دونوں
ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال سے شائع بھی ہو چکی ہیں، ان کے علاوہ اس عہد کی تمام دوسری کتابیں تک
غیر مطبوعہ صورت میں مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں،

ان کتابوں میں عاقل خان رازی کی واقعات یا ظفر نامۂ عالمگیری ذرا عام ہے، محمد صالح کنبو کی (جو
شاہجہان کے آخری چند سالوں کا درباری مورخ تھا) عمل صالح بھی ہندوستان کے متعدد کتب خانوں میں
موجود ہے اور ایشیاٹک سوسائٹی اس کو بھی شائع کر رہی ہے، ان کے علاوہ ہمارے پاس تین ہندو ہمعصر
مورخوں کی تصانیف بھی ہیں، یعنی ایشر داس کی فتوحاتِ عالمگیری بھیم سین کا نسخۂ دلکشا، اور سبحان رائے
کی خلاصۃ التواریخ اس کے ساتھ ہی ہم کو خوش قسمتی سے اس برادرانہ جنگ کے مفصل حالات، آداب
عالمگیری میں بھی ملتے ہیں، یہ کتاب دراصل اورنگ زیب کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جو اس نے اپنی شہزادگی
کے زمانہ میں مختلف اشخاص کو لکھے تھے، اس کا مرتب محمد صادق انبالوی، اورنگ زیب کے چھوٹے بیٹے
اکبر کا منشی تھا اور اس نے مکاتیب اورنگ زیب کے بعد بطور ضمیمہ برادرانہ جنگ کے مفصل حالات، در
اکبر کے خطوط بھی اس میں شامل کر دیئے ہیں، بعض باتوں کے لیے ہم خانی خان کی منتخب اللباب سے
بھی مدد لے سکتے ہیں، رہا یورپین سیاحوں کا معاملہ تو ایسے تو متعدد ہمعصر سیاح موجود ہیں، لیکن قتل دارا
شکوہ کے واقعہ کو دیکھنے والا عینی شاہد صرف برنیر ہے،

مگر جہاں ہم کو مستند تاریخوں کی اتنی طویل فہرست ملتی ہے وہیں یہ واقعہ بھی اپنی جگہ پر ایک راز دار

ن رکھتا ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی دارا کے آخری لمحوں کا حال مفصل طور سے نہیں لکھا ہے، اسلیے
ہم کو اس بات کی تلاش ہوئی کہ کہیں سے یہ معلومات حاصل کریں سب سے پہلے برنیر کو دیکھا، اس نے واردات
کو مفصل لکھا ہے، لیکن اس میں دارا کی مسیحیت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں ہے اس نے مشنریوں
کا جہاں عام تذکرہ کیا ہے وہاں ہنری بوسی، کے متعلق صرف اتنا کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ دارا سے اس کے
خاص تعلقات تھے اور وہ اس کے خیالات کو بہت متاثر کیے ہوئے تھا[1] رہا خود منوچی تو وہ عینی شاہد نہیں
دوسروں کی سنی سنائی باتیں لکھتا ہے اور پھر ان "لوگوں" میں سے ایک کا بھی نام نہیں بتاتا، ان سے مایوس
ہو کر ہم نے پھر فارسی تاریخوں کی طرف توجہ کی اور بحمد للہ اس مرتبہ ہم کو دو ایسی کتابوں کا پتہ چلا جو اس حیثیت سے
خاص اہمیت رکھتی ہیں:-

ان میں ایک محمد معصوم کی تاریخ شاہ شجاعی ہے، اس کا مصنف شاہ شجاع کا ایک معتبر افسر تھا اور
آخری وقت تک اس کے ساتھ تھا، وہ شجاع سے متعلق اکثر واقعات کا چشم دید گواہ ہے، اور اس نے اپنی
تاریخ کو بھی برادرانہ جنگ ہی تک محدود رکھا ہے،

دوسری کتاب اورنگ نامہ ہے، اس کے مصنف کا نام تو معلوم نہ ہو سکا کہ اس نے اس کا کہیں
ذکر ہی نہیں کیا ہے، لیکن اس کے مطالعہ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ گردیزی پٹھان تھا، اور شاہ شجاع
کا ملازم، اس نے اپنی کتاب سنہ ۱۰۷۲ھ (۱۶۶۱ء) میں ختم کی، یہ کتاب نظم میں ہے، اور شاہنامہ کی بحر میں، اس کے صرف ایک ہی
نسخہ کا پتہ چلا ہے، اور وہ حکومت آصفیہ کے سرکاری کتب خانہ میں ہے، عہد اورنگ زیب کے بڑے مورخ
پروفیسر جدو ناتھ سرکار نے اس کی نقل حاصل کی ہے، اور یہی نقل اس وقت ہمارا ماخذ ہے،

قتل کے حالات میں برنیر، معصوم، اور یہ گردیزی شاعر حیرت انگیز طریقہ سے متحد ہیں، اور بجز چند
تفصیلی واقعات کے اصل حالات ایک ہی ہیں، اب ہم دارا کے آخری الفاظ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں،
محمد معصوم نے تو نہ صرف یہ کہ اس کے مسلمان ہونے کا حال لکھا ہے بلکہ اس کے ساتھ اتنا اور اضافہ

[1] سفرنامہ برنیر ص ۲۸۹

کیا ہے کہ:-

"چنین بگوش گنہگار رسیدہ کہ بعد از آخر شدن کار، از سر سلطان دارا شکوہ قرأت کلمۂ شہادت

مسموع مردم شدہ"

اورنگ نامہ نے اس سے ذرا مفصل لکھا ہے:-

"ادر زیر خنجر بوقت ہلاک   بنالید دارا بیزدان پاک

بگفتا کہ اے کردگار جہان   توئی واقف از رازہاے نہان

اگر من گناہے چنین کردہ ام   کہ بیہودہ شخصے بیازردہ ام

سزاوارایئم کہ دیدم کنون   کہ شد پیکر و بال من پرز خون

دگر نہ کہ جرمے نہ من کردہ ام   کسے را بناحق نہ آزردہ ام

توگیری قصاصم ایا کردگار   کہ ہستی ہمیشہ عدالت شعار"

ان اشعار کے علاوہ ایک اور چیز جو دارا کے حق مین بہت بڑی شہادت ہو سکتی ہے، وہ خود اس کی تصانیف ہین، اور ان سے اس کے مذہبی عقائد پر ایک بڑی حد تک صحیح روشنی پڑ سکتی ہے، وہ اپنے کو دارا شکوہ، حنفی، قادری لکھتا ہے، اور کوئی بھی ایسا شخص جو سچی عقائد رکھتا ہو یہ نہ لکھیگا، ہمنے دارا کے مذہبی عقائد پر دیباچۂ رقعات مین مفصل بحث کی ہے،

خطباتِ مدراس

مولانا نے پچھلے سال مدراس مین سیرۃ نبوی کے مختلف پہلوؤن پر جو آٹھ خطبے (لکچر) دیے تھے وہ نہایت اہتمام سے عمدہ کاغذ پر چھپکر تیار ہین، چھپنے سے پہلے اس کے نصف آڈر آچکے ہین، یہ اس لائق ہین کہ مسلمانون کے علاوہ غیر مسلمون مین بھی تقسیم کیے جائین ضخامت ۱۶۰ صفحے، قیمت عمہ

تلخیص و تبصرہ

برطانیہ مین ایک بدھ دار العلوم

مسیحی مبلغین جس طرح زیادہ سیاسی اور کم روحانی اغراض کے ماتحت تمام غیر عیسائی آبادی کے دین ایمان پر ہر طرف سے چھاپا مار رہے ہین، اسے دیکھکر کہنا پڑتا ہے، کہ ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین،

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ مین،

اسلام کی طرح بدھ مذہب کی طرف بھی ان کی خاص توجہ ہے، اور اس مین انھون نے بڑی کامیابی حاصل کرلی ہے، مگر اب جبکہ غلام اقوام مین بیداری کی روح پیدا ہو رہی ہے اور حفاظت و مدافعت کے جذبات بیدار ہوگئے ہین، اس مذہب کے ارباب حل و عقد نے نہ صرف اس سیلاب کو روکنے بلکہ خود انگلستان مین اپنے اس ایشیائی سرچشمہ سے ایک چھوٹا سا چشمہ بنانے کا فیصلہ کرلیا ہے، ہندوستان مین بدھ مت کا نقیب، مہابودھی ہے، اس نے مذکورہ بالا عنوان سے ایک طویل مضمون، اس موضوع پر شائع کیا ہے، ہم اسکی تلخیص ناظرین معارف کے سامنے پیش کرتے ہین، تاکہ معلوم ہو کہ ملک کی یہ چھوٹی جماعت بھی کتنے بڑے حوصلے رکھتی ہے،

"لندن مین ایک قطعہ زمین کی خریداری کے لئے گفت و شنید ہو رہی ہے، تاکہ اس جگہ ان پیروان بدھ کے لئے جو یورپ مین ہین، پہلا بدھ معبد تعمیر کیا جائے ایک صدی سے مختلف و متعدد مسیحی مشنریان سیلون، مین سنہالی بدھون کو عیسائی بنانے مین مصروف ہین، ان کی کوشش بارآور ہو رہی ہے، اور گذشتہ ایک سو برس مین ہزارون بدھ مسیحی قلمرو مین داخل ہو چکے ہین، جب غریب بدھ والدین نے اپنے بچون کو مشنری مدارس مین داخل کیا تو ان کو ان

کا وہم بھی نہ تھا کہ ان کے بچون کو مسیحی بنا لیا جائیگا، آج سے ایک سو برس پہلے صرف چند ہزار ایسے اشخاص تھے جھون نے دنیاوی منافع کے لحاظ سے مسیحیت کو قبول کر لیا تھا، ۱۸۸۰ء مین کرنل الکٹ (COLONEL OLCOTT) انجہانی سیلون گئے اور میڈم بلوٹسکی (MADAMEBLAVATSKY) کے ساتھ انھون نے نہ صرف بدھ مذہب کو لیا بلکہ انھون نے بدھون کی آنکھ کھول دی، اور بتایا کہ مشنری مدارس مین بچون کو ... کے کیا نتائج ہین ہر عیسائی فرقہ کا الگ الگ مدرسہ ہے اور وہ بدھ بچون کو مسیحی بنانے کی کوشش مین مصروف ... بدھی بھکشو ۵۰، ۶۰ سال سے بدھی نوجوانون کے محافظ و ہادی رہے ہین، لیکن ۱۸۸۰ء مین سیلون کی ... حکومت نے تمام جزیرے مین دیسی زبانون کے مکاتب قائم کرکے وہان کے باشندون کو اس بات پر مجبور کرنا شروع کیا کہ وہ اپنے بچون کو بھکشون کی نگرانی سے نکال کر ان مدارس مین داخل کرین، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معبدی مدارس بند کر دینے پڑے، اور بدھ بچے مسیحی اثر کے ماتحت آگئے، مسیحی مبلغین نے اپنے مدارس کے ذریعہ اپنے مذہب کی اشاعت کا بہترین ذریعہ پایا اور انھون نے تمام ملک مین ان کا جال بچھا دیا، سیاسی چالون سے مذہبی مدارس بند کرا دئے گئے اور مذہبی اساتذہ کو متنبہ کر دیا گیا کہ وہ بچون کو اپنے مدارس مین واپس بلانے کی کوشش نہ کرین، یہ بدترین توہین تھی لیکن سادہ لوح اساتذہ نے حکومت کے خوف سے کچھ نہ کیا، بدھ مذہبی رہنماؤن کی امن پسندی کو جاننے کے بعد مسیحی مبلغین کا یہ نہایت ہی شرمناک فریب تھا، سرکاری حکام نے سفید مسیحی مبلغین کو مدارس کے قیام مین مدد دی اور یہ ایسی ... تھی جو کسی بھی عیسائی ملک مین ممکن نہین،

"لیکن اب وقت آگیا ہے کہ مہاتما بدھ کی تعلیمات کی روشنی انگلستان مین پھیلائی جائے، اور اس کو اس مذہب کی صداقت اور مسیحی مبلغین کی شرارت سے آگاہ کیا جائے،

اہل انگلستان کو بدھ تعلیمات سے واقف کرنا ناگزیر ہو رہا ہے، اس مذہب کی اشاعت کے لئے ضروری ہے کہ پیروان مذہب کا لندن مین ایک معبد ہو، سائنس مہاتما بدھ کی تعلیمات کے ساتھ ہے، جب اہل انگلستان مہاتما بدھ کے اصول کو سنین گے، تو ان کو ان اصول اور حضرت عیسیٰؑ کے یہودی مذہب مین فرق معلوم ہو جائے گا،

چین، جاپان، کوریہ، سیام، برما، تبت، اور سیلون، بدھون کا گھر ہے، ان ملکون مین ہزارون مبلغین اپنے اس بودھی مذہب کی اشاعت مین مشغول ہین، اب وقت آگیا ہے، کہ پیروان بدھ لندن مین اپنا معبد بنائین، یہ پہلا موقع ہے مجلس مہابدھی نے اپنی ایک شاخ لندن مین قائم کی ہے، اور ۱۹۲۶ء سے وہ مصروف عمل ہے،

لندن مین ایک مناسب موقع پر معبد بنانے کے لئے پہلی ضرورت حصول زمین کی ہے اس زمین کی قیمت تقریباً ۲ ہزار پونڈ ہوگی اور عمارت کے لئے مزید دس ہزار چاہئین، ہم کو انگریزون کو بدھی بنانے مین مسیحی مبلغین سے سابقہ کرنا نہین چاہئے بلکہ ہمارا مقصد وحید یہ ہے کہ ہم مہاتما بدھ کی تعلیمات کو موازنہ کیلئے ان کے سامنے پیش کر دین،

اہل برطانیہ ۱۹ وین صدی کے نصف آخر سے بدھ مذہب سے دوچار ہو رہے ہین، یہ ایک انگریز جارج ٹرنر (GEORGETURNOUR) ہی تھا جس نے سب سے پہلے پالی مہاونش کا انگریزی مین ترجمہ کیا، یہ ایک انگریز برین ہاٹن ہاگسن (BRAIN HOUGHTONHODSSON) ہی تھا جس نے یورپ کے کتبخانون مین بدھ مذہب کی مذہبی کتب تقسیم کین،

مہاتما بدھ کا قول ہے، کہ مذہب کا تحفہ بہترین تحفہ ہے، اور کیا لاکھون بلکہ کرورون پیروان بدھ اس حکم کی تعمیل کے لئے قدم بڑھائین گے،

کہا جاتا ہے کہ اسلام سب سے بڑا عالمگیر مذہب ہے اور تبلیغ و اشاعت اس مذہب کے ہر پیرو کا فرض ہے، مگر کیا الا بعض والیان ریاست کی امداد ہٹا لینے کے بعد، ہم کو ایک علمی تبلیغی انجمن زندہ رہتی ہوئی نظر آئیگی جو صرف عام مسلمانون کی مالی امداد سے اپنے فرائض کو انجام دے سکے، اس وقت ہمارے سامنے دو کام ہین، ایک یہ کہ ہم اپنی حفاظت کا سامان کرین، اور دوسرے یہ کہ ہم پیام الٰہی ان کرورون مضطرب و سکینہ طلب قلوب

تک پہونچادین، جو مغرب کی مادی ہلاکت سے بیزار ہو کر روحانیت کے آغوش مین آنے کے لئے بےچین ہین،

"ن"

اردو اور ہندو

حال ہی مین جناب رام بابو سکسینہ، ایم اے، ایل، ایل، بی، رکن ہندوستانی اکیڈمی نے تاریخ ادبیات اردو کے نام سے ایک کتاب انگریزی مین لکھی ہے، اس کتاب کی ابتدا مین الہ آباد کے انشاپرداز قانون دان ڈاکٹر تیج بہادر سپرو کا دو صفحہ کا مقدمہ ہے، اس مقدمہ مین ڈاکٹر صاحب موصوف نے بعض ہندو بھائیون کی اس معاندانہ ذہنیت پر جو انھون نے ہندوستان کی مشترکہ زبان اردو کے متعلق قائم کر رکھی ہے، ماتم کرتے ہوئے ان کو اپنی اس وطنی زبان کی ترقی کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے، ایک مستند ادیب و تجربہ کار قومی رہنما کے یہ خیالات یقیناً سبق آموز ہین، وہ لکھتے ہین،

"مین نے اُس تقریر مین جو گذشتہ سال جامعہ لکھنؤ کے جلسۂ تقسیم اسناد کے موقع پر کی تھی، اردو سے تغافل پر ماتم کیا تھا، ان صوبون کے تعلیم یافتہ اصحاب مین سے اکثر نے اس ذمہ داری کو جو ان پر اپنی زبان کی ترقی و توسیع کے متعلق ہے، محسوس نہین کیا ہے، بد قسمتی سے ہم کو اس بات کا علانیہ اقرار کرنا پڑتا ہے، کہ شمالی ہندوستان مین دیسی زبانون پر، قومیت کے غلط تخیل کا جتنا بُرا اثر ہوا ہے کہ بجز قیمت "فرقہ بندی" کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے کسی اور چیز کا نہین ہوا ہے، یہ کس قدر افسوسناک حقیقت ہے، کہ صوبجات متحدہ مین ایسے گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ نظر آتے ہین، جنکا خیال ہے کہ ہندی سے متعلق ان کے فرض کے معنی یہ ہین کہ وہ اپنے خیال تک اس زبان و ادبیات کو جس مین کہ ایک یا دو نسل پہلے خود ان کے آباد اجداد کو کمال حاصل تھا، نکال دین اس کے ساتھ ہی یہ بھی کچھ کم افسوسناک واقعہ نہین ہے کہ ایسے بہت سے نوجوان مسلمان آپ کو نظر آئینگے، جو اردو کے متعلق ہندوؤن کے رویہ کے شکایات دیرینہ سے پر ہون گے، مگر نفس اس زبان کی ادبیات مین جس کا وہ اپنے کو محافظ و مربی سمجھتے ہین، خود ان کا شاید ہی کوئی قابل ذکر علمی حصہ ہوگا، ذہنی مذاق کے اختلاف اور تمدن کے تقاضا

نے گذشتہ ۲۲ برسون مین مہلک فرقہ وارانہ جذبات کو بہت زیادہ مشغول کار رہنا کر نیا ضابطہ اشتراک عمل اور معاشرت باہمی کے سرچشمون کو مسموم کر دیا ہے، مین اس سے غافل نہین ہون، کہ گذشتہ چند سالون مین علمی جوش عمل اپنا کام کرتا رہا ہے، لیکن ان سوالات کا کہ ہماری ادبی تصانیف کہان تک ہماری زندگیون کو مالا مال کرین گی اور ان کی حیات کب تک ہے، جواب صرف وقت و زمانہ دیگا، اس وقت کی شاعری موزون نثر سے زیادہ اہمیت نہین رکھتی، اس مین جذبات عالیہ کا فقدان ہے، اعلیٰ معیار کا تخیل مفقود ہے، اور مین نے بہت سی ایسی نظمین دیکھی ہین جن کے متعلق مین کہہ سکتا ہون کہ اردو مین ہمارے ادبی ذوق کی تخریب کی ذمہ داری بڑی حد تک ان ہی پر عائد ہوتی ہے، ہماری نثر بھی اس سے بہتر نہین، سب سے زیادہ فروخت ہونے والی وہ کتابین نہین ہین جنکا مقصد ہمارے دماغون کی اعلیٰ تربیت یا ہمارے لئے سنجیدہ مذاق کا مہیا کرنا ہے، بلکہ وہ افسوسناک افسانے ہین جنمین بے بنیاد محبت تعیش، بے وفائی، سازش اور بہت ہی کم درجہ کی چالاکی ہوتی ہے، مجھے خوف ہے کہ کہین میری یہ عام رائے ہمارے سچے اصحاب قلم کو بھی اپنے اندر شامل نہ کرے، مین یہ اقرار کرنے کو تیار ہون کہ ہم مین اب بھی بعض ایسے ارباب فکر موجود ہین جنکی ادبی مساعی گو دقتی و انفرادی ہین، لیکن ان کا خاص مرتبہ ہے، اردو شعراء کی تعداد غیر محدود ہے، لیکن ان مین وہ جن کو شرف بقا حاصل ہو، معدودہ چند ہی ہین، میرے خیال مین اس وقت ہندوستان کے جس حصہ مین اردو کی ترقی کا یہ صحیح طور سے ٹھوس کام ہو رہا ہے، وہ حیدرآباد ہے"

ہمارا خیال ہے کہ شاید ڈاکٹر صاحب ممدوح کو اپنے گوناگون مشاغل کی وجہ سے اس بات کی فرصت نہین ملی کہ وہ خود شمالی ہند مین ایسی خاموش علمی مجالس کے حالات سے جو برسون سے اردو کی ترقی مین کام کر رہی ہین، واقفیت حاصل کرتے، ہان یہ سچ ہے کہ عام حالت بہت افسوسناک و مایوس کن ہے، لیکن پھر بھی اس کو نفی کا درجہ دینا شاید انصاف سے بعید ہے،

"ن"

سلطان صلاح الدین کا مدرسہ

گرجا کے قالب مین،

سلطنتون کے انقلابات کے کیا کیا نتائج ہوتے ہین، ان کی ایک بدیہی مثال اسپین کی وہ مسجدین ہین جواب گرجا بنی ہوئی ہین، لوگ کہتے ہین کہ یہ تاریکی کے عہد کے واقعات ہین، اس نورانی زمانہ مین اس تعصب اور تنگ خیالی کا وجود نہین رہا ہے، مگر ہمارے سامنے یورپ کی ایک سب سے بے تعصب اور متمدن قوم کا کارنامہ پیش ہے،

سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس مین ایک مدرسہ خاص شافعی فقہ کی تعلیم کے لئے بنایا تھا، جس کا نام مدرسۂ صلاحیہ تھا، اور یہ عمارت شافعی فقہا پر وقف تھی، اس کے صدر دروازہ پر اب تک ذیل کا کتبہ موجود ہے،

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، تم لوگون کے پاس جو نعمتین بھی ہین وہ خدا ہی کی دی ہوئی ہین، یہ مدرسہ مولانا الملک الناصر صلاح الدنیا والدین سلطان الاسلام والمسلمین ابی المظفر یوسف بن ایوب بن شاذی محی دولۃ امیر المومنین اعز اللہ انصارہ وجمع لہ خیر الدنیا والآخرہ نے امام ابی عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ عنہ کے فقہا پر ۵۸۸ھ مین وقف کیا،"

یہ مدرسہ سات سو برس تک اسلامی رہا، سلاطین عثمانیہ کے اخیر عہد مین ۱۸۵۶ء مین فرانسیسیون نے سلطان عبد الحمید خان کے پاس کوشش کی کہ اس کو مسلمانون کے ہاتھ سے نکال کر ہمارے سپرد کر دیا جائے، کیونکہ قدیم زمانہ مین یہ مدرسہ دراصل حضرت مریم علیہا السلام کی ماں کے نام پر کنیسہ حنہ تھا، چنانچہ سلطان عبد الحمید

نے اس کو فرانسیسیون کی عنایت و مہربانی کے خریدنے کے لئے مسلمانون کے قبضہ سے چھڑا کر نپولین سوم کو ہدیہ کے طور پر دیدیا، اور فرانسیسیون نے اس کو کیتھولک مذہب کا دار التبلیغ بنا لیا،

اس کے بعد جب جنگ عظیم کا اعلان ہوا اور اتحادی سلطنتون کے مکاتب اور درسگاہین ترکون کے تصرف مین آگئین تو انھون نے پھر اس کو مسلمانون کے قبضہ مین دیدیا اور اس مین دوبارہ مدرسہ صلاحیہ قائم ہو گیا، جس کی نگرانی مشہور پر جوش عالم شیخ عبد العزیز شاویش کے سپرد ہوئی، لیکن جب جنگ عظیم مین ترکون کو شکست ہوئی، اور خود مسلمانون کی مدد سے جن کا سپہ سالار، عراق کا موجودہ بادشاہ امیر فیصل تھا، بیت المقدس پر انگریزون کا قبضہ ہو گیا، تو انھون نے پھر اس مدرسہ کو فرانسیسی مشنری کے حوالہ کر دیا، چنانچہ اب اسلام کے شافعی فقہا کے بجائے یہان سے رومن کیتھولک مذہب کے پادری تعلیم پا پا کر نکلتے ہین، سبحان مقلب اللہ هو وتلک الایام،

"م"

عربون کی یادگار ریاضی مین،

عربون کو ریاضی مین جو درک تھا اور اس مین انھون نے جو جو اضافے کئے تھے ان کی حرف ریاضی کے اشارات آج بھی اشارہ کر رہے ہین، ہر ریاضی دان جانتا ہے کہ ریاضی کے اہم اشارات مین حرف "س" کا اشارہ بھی ہے، یہ نشان جبر و مقابلہ کے حسابات مین اس غیر معلوم شے کی علامت ہے جس کو جاننا مقصود ہوتا ہے، مشہور فرانسیسی مستشرق پول کازانووا اپنی کتاب "فرانس کے مدارس مین عربی زبان کی تعلیم" (مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰، ۲۳) مین لکھتا ہے، کہ اس اشارہ (X) کی اصل عربی ہے، اس کی پہلی شکل (شی) تھی، یعنی "ش" جو شیٔ (کوئی چیز) کا پہلا حرف ہے، اس کو عرب ریاضی دان حساب مین غیر معلوم شے کی جگہ پر لکھا کرتے تھے، پہلے پہل یورپ والون نے لاتینی زبان مین اس کا ترجمہ (RES) کیا جو "معنی "شی" کا مرادف ہے، لیکن اسپینیون نے براہ راست عربی اشارہ کو لیا، مگر چونکہ ان کی زبان مین ش کا حرف

نہ تھا اس لئے اس کو سین (x) یعنی حرف ایکس بنا دیا پھر اس سے یورپ کی دوسری زبانون مین بعینہ یہ اشارہ منتقل ہوگیا، اس کے بعد پروفیسر مذکور لکھتا ہے کہ اب ہم کو یہ جتانے کی ضرورت نہین ہے کہ ریاضی کا وہ رکن اعظم جس پر اس کی عمارت کا دارومدار ہے اس کی اصل خالص عربی ہے"

پروفیسر مذکور کی یہ بھی رائے ہے کہ زیرو (ZERO) صفر اور اس کا مرادف شفر (SHIFFRE) دونون عربی کے صفر سے ماخوذ ہین جس کے معنی خالی کے ہین یعنی جہان کوئی عدد نہ ہو، لوگ کہتے ہین کہ صفر ہندی زبان کے اس لفظ کا ترجمہ ہے جو اس کے مقابل سنسکرت حساب مین مستعمل تھا، ممکن ہے یہ خیال صحیح ہو کیونکہ عرب خود ان رقوم کے ہندسون کو جنکو یورپ والے عربی بتاتے ہین ہندی کہتے ہین، بہرحال جو واقعہ بھی ہو یورپ والے ان الفاظ اور معنی کے مستعار لینے مین عربون کے شرمندۂ احسان ہین، عربی زبان نے اپنی عربیت کو محفوظ رکھتے ہوئے معنون بھی وہ وسعت پیدا کی جو پہلے نہ تھی، اور وہ غیر زبانون کے الفاظ کو اپنے اندر جذب کرنے مین بھی کوتاہ نہ رہی، علماے لغت کے نزدیک یہ زبان کی قوت اور زندگی کی دلیل ہے،

"م"

خلفاے راشدین

از

مولوی حاجی معین الدین صاحب ندوی سابق رفیق دار المصنفین

اس مین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق، حضرت عثمان ذی النورین، اور حضرت علی مرتضی کے حالات ذاتی، سوانح اخلاق و فضائل اور ان کی خلافت کے سیاسی، انتظامی، علمی، دینی، کارنامے اور فتوحات ملکی بہ تفصیل لکھے ہین جن کو پڑھکر خلافت راشدہ کی ۳۲ سالہ تاریخ پوری سامنے آجاتی ہے، اور ان خلفاے راشدین کے کمالات، فضائل، مناقب اور کارنامے پیش نظر ہو جاتے ہین، ضخامت، ۵۰۲ صفحے، لکھائی چھپائی کاغذ اعلی، قیمت ہے،

اخبار علمیہ

کواکب سیال ہین

پروفیسر جینز نے جو انگریزی انجمن فلکیات کے ناظم ہین یہ نئی رائے ظاہر کی ہے کہ ستارون کی بڑی تعداد اگر عالمون مین سیال ہے اور پروفیسر مذکور کی یہ رائے علماے فلکیات کی اس رائے سے بہت زیادہ مختلف ہے کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے ستارے لطیف گیس کے کرے بن گئے ہین، پروفیسر مذکور اس دعوی کی دلیل مین فضا مین توام ستارون کی کثرت کو پیش کرکے کہتے ہین کہ ہر توام ستارہ دو مستقل ستارون کا مجموعہ ہے جو ایک دوسرے کے گرد چکر لگاتے ہین یا ایک مشترک مرکز کے گرد گردش کرتے ہین، اور علماء کی یہ رائے ہے کہ توام ستارون کا جرم دراصل ایک ہی تھا، بعد مین دو ہوکر چکر لگانے لگے ہین، ان دونون مقدمات کے بعد پروفیسر مذکور یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ اب اگر ستارے درحقیقت لطیف گیس کے کرے ہین تو توام ستارون کی تقسیم دشوار ہو جائیگی تقسیم اسی صورت مین آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے کہ جب اصلی ستارہ سیال ہو جس طرح تیل کی بوند سرکہ مین ڈالنے سے منقسم ہو جاتی ہے اگر سرکہ مین تیل کا قطرہ ٹپکا کر تنکے سے اس کے ایک حصہ کو مس کردو، تو تیل کی بوند کا ایک جز اس مین جذب ہو جائیگا، اور ایک بوند کی دو بوندین بن جائین گی،

لاسلکی کا معجزہ

آوازین کبھی فنا نہین ہوتین،

لاسلکی کمپنی کے ایک انجنیئر مارکونی نے لکھا ہے کہ گانے والون کے نغمے جو لاسلکی کی موجون کی صورت مین فضا مین پھیل جاتے ہین وہ فنا نہین ہوتے بلکہ ہمیشہ فضا مین موجود رہتے ہین، اگر مستقبل مین شدید الاحسا س

آلے ایجاد ہو جائین تو صدیون اور قرنون کے بعد بھی ہم فضا کے منتشر نغمون کو سمیٹ سکتے ہین، کیونکہ لاسلکی کی موجین کبھی فنا نہین ہوتین،

اس خیال کی مزید تنقیح سے معلوم ہوا کہ نظری طور پر لاسلکی کی موجین اوقیانوس کی موجون کی طرح فضا مین ہمیشہ قائم رہتی ہین البتہ فضا مین منتشر ہونے کے بعد کمزور پڑ جاتی ہین، اس لئے موجودہ آلات کے ذریعہ سے ان موجون کا سمیٹنا دشوار ہے،

اگر یہ نظریہ کبھی عملی صورت مین آئیگا تو انقلاب دہر کا عجیب و غریب کرشمہ نظر آجائیگا، اور آج سے ہزارون سال پہلے جس قدر اولو العزم اور بڑی بڑی ہستیان گذری ہین ہم ان کے خطبات اور احکام تاریخ کی وساطت کے بغیر خود ان کی زبان سے سن سکین گے،

موسم پر انسانی دسترس،

سائنس کی روز افزون ترقیان اب موسم پر قابو پانے کی فکر مین ہین، آج کل علماے سائنس کی توجہ اس طرف مرکوز ہو رہی ہے کہ کس طرح موسم پر قابو حاصل کر کے بارش، سردی اور گرمی کو قبضہ مین کر لیا جائے اور اپنے حسب خواہش پانی برسایا جا سکے اور گرم موسم کو خوش گوار بنایا جا سکے، یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے، کہ گھنے جنگلون اور جھاڑیون کے جلنے کے بعد بارش ہوتی ہے، لیکن اس کا یہ منشا نہین ہے کہ اب پانی برسانے کے لئے تمام جنگلون اور جھاڑیون کو نذر آتش کر دیا جائیگا، بلکہ مقصد صرف اتنا ہے کہ حرارت اور رطوبت کے ساتھ بارش کا تعلق معلوم ہو جائے اگرچہ مصنوعی طریقون سے آج بھی پانی برسانا ممکن ہے لیکن بحث زحمت طلب ہے، یہ بارہا کا تجربہ ہے کہ بادلون کے اوپر ہوائی جہازون کے ذریعہ سے برق آلود ریت برسا دی گئی جس سے بادل کے اجزات پانی بن کر برس گئے، یہ بھی خیال ہو رہا ہے کہ بجلی کے تارون سے مربوط ہوائی جہازون کے ذریعہ سے بادلون کو شہرون سے ہٹا کر علٰحدہ برسانا ممکن ہو جائیگا، اس سے شہر کی سڑکین اور شاہراہین کیچڑ سے محفوظ ہو جائین گی،

طبی خبرین

رسالہ علم العام لکھتا ہو کہ ایک انگریز نے ایک جدید "مطہر" تیار کیا ہے جو "ہونسول" کے نام سے موسوم ہے یہ پتھر کے کوئلہ کے تار کول سے نکلتا ہے اور نہایت آسانی کے ساتھ پیا بھی جا سکتا ہے اور اس کا انجکشن بھی آسان ہے، اس کے استعمال سے عضلات کو کوئی صدمہ نہین پہونچتا، ایک جرمن فاضل نے برسون کی تحقیقات کا ایک آلہ دریافت کیا ہے، جس کے ذریعہ سے سرطان پیدا ہونے کے قبل جسم مین اس کے مادہ کا پتہ چل جاتا ہے،

جامعہ الینوی مین سرطان کے مقابلہ کے لئے ایک آلہ ایجاد کیا گیا ہے، اس مین اکس کی شعاع کے لئے ایک بہت بڑی نلکی لگی ہوئی ہے، یہ نلکی جسم پر شعاعین ڈالتی ہے، شعاعین جسم مین نفوذ کر کے سرطانی مادہ کو فنا کر دیتی ہین، یا کم از کم اس کا نمو روک دیتی ہین، اس مین کل ۸ منٹ سے ۱۲ منٹ تک کا وقفہ صرف ہوتا ہے،

ایک امریکن ڈاکٹر فولسی شینی کی رائے ہے کہ زکام عموماً زیادہ کھانے، زیادہ تفکرات، کم ورزش اور کم سونے سے ہوتا ہے،

دولت اور اس کا صحیح مصرف

پروفیسر لیفرسڈگ سابق پروفیسر کیمیا سڈنی یونیورسٹی آسٹریلیا نے تھوڑے دن ہوئے کہ وفات پائی اور مرنے کے بعد ۴۶ ہزار گنی کی گران قدر رقم چھوڑ گئے، اور یہ ساری کی ساری رقم وصیت کے ذریعہ سے رفاہ عام کے مختلف کامون کے لئے وقف کر گئے، جس کی تفصیل یہ ہے ۲۵۰۰۰ گنی خاص شہر سڈنی کے لئے، جس کے نفع سے دو علمی انعام دیئے جائین گے، ۵۰۰۰ کیمبرج یونیورسٹی کے مسیحی کالج کے لئے ۱۰۰۰ گنی سعدنیات کی مدرسہ کے لئے، ۵۰۰ گنی نیوسوث ویلز کی ملکی انجمن کے لئے اس طریقہ سے ساری دولت آسٹریلیا کی مختلف انجمنون اور لندن

کی کیمیاوی انجمن کو دیدی،

مسٹر باریاٹ نے ۲۰۰۰۰ گنی اس غرض سے دی ہین کہ اس کا منافع اسکاٹلینڈ کے ان ماہرین فن پر صرف کیا جائے جو یورپ اور امریکہ کی مختلف تعلیم گاہون مین انجنیری، پرواز، موسیقی اور کہربائیت کے فنون مین مہارت حاصل کر رہے ہین،

مختلف ملکون کی جہازسازی،

گذشتہ سنہ ۱۹۲۶ء مین تمام دنیا مین ۲۲۸۵۰۰۰ ٹن کے وزنی جہاز تفصیل ذیل کیساتھ مختلف ملکون نے سمندرون مین اتارے،

برطانیہ اور آئرلینڈ	۱۲۲۵۰۰۰
جرمنی،	۲۸۹۰۰۰
ممالک متحدہ امریکہ،	۱۶۹۰۰۰
ہالینڈ،	۱۱۹۰۰۰

یہ صرف برطانیہ اور آئرلینڈ کے ساتھ مخصوص ہے کہ سنہ ۲۶ء کے مقابلہ مین اس نے ۵۸۶۰۰۰ ٹن وزن کے زیادہ جہاز سمندر مین اُتارے، ورنہ بحیثیت مجموعی تمام دنیا کے جہازون کو ملاکر گذشتہ سالون کے مقابلہ مین سنہ ۲۶ء کے جہازون کا وزن بہت کم ہے، چنانچہ سنہ ۱۹۱۹ء مین جہازون کا وزن ۴۸۶۰۰۰۰ ٹن تھا، یعنی سنہ ۱۹۱۹ء کے مقابلہ مین سنہ ۱۹۲۶ء مین نصف سے بھی زیادہ وزن گھٹ گیا،

گذشتہ جنوری مین تمام دنیا کے جہازون کا وزن ۶۵۰۹۶۸۸۰۰۰ ٹن تھا، اس کے مقابلہ مین جنوری سنہ ۱۹۱۴ء مین ان کا وزن ۴۵۴۰۴۰۰۰ ٹن تھا،

"م"

ادبیات

میگزرد،

از جناب امجد حیدرآبادی،

سال و مہ روز و شب و شام و سحر میگزرد
خیر و شر، عیش و تعب، نفع و ضرر میگزرد

کاروانِ ہمہ عالم ز نظر میگزرد
باش رنجیدہ کہ خوش حال مگر میگزرد

از ہوسہا بگزر یا مگزر میگزرد،

صفت بحر روان، دم بروانی گزرد
توسن عمر چو کشتی دخانی گزرد

موسم طفلی و پیری و جوانی گزرد،
در جہان گزران جون گزرانی گزرد

از ہوسہا بگزر یا مگزر میگزرد،

عمر اک دن ہو کہ سو سال گزر جاتی ہے
دوش پر کملی ہو یا شال گزر جاتی ہے

گر امیرون کی بہ اقبال گزر جاتی ہے
بیکسون کی بھی بہر حال گزر جاتی ہے

از ہوسہا بگزر یا مگزر میگزرد

خاک مین کاخ نشین خاک نشین یکسان ہے
بند کی آنکھ تو پھر زشت و حسین یکسان ہے

پیٹ مین لقمۂ تر نانِ جوین یکسان ہے
آگئی نیند تو پھر فرش و زمین یکسان ہے

از ہوسہا بگزر یا مگزر میگزرد،

جی نہین چاہتا، افسوس مگر مرنا ہے
گر نہین خوف خدا موت سے تو ڈرنا ہے

مٹی پتھر سے غرض قعرِ شکم بھرنا ہے — جھونپڑی ہو کہ محل، ہم کو بسر کرنا ہے

از ہوسہا بگزر یا مگزر میگزرد

جیری سانسون مین شب و روز بسر کرنا ہے — شامِ غم ہو کہ شبِ عیش، سحر کرنا ہے

ہر سوار اور پیادے کو سفر کرنا ہے — کوئی ہو، گور مین اک دن لسے گھر کرنا ہے

از ہوسہا بگزر یا مگزر میگزرد

تصحیح

جناب عبد اللطیف صاحب شاد اپنے ایگ گرامی نامہ مین اپنی نظم کی دو غلطیون کی اس طرح تصحیح کرتے ہین:۔

فروری ۱۹۲۸ء کے پرچہ مین میری غزل بعنوان "عندلیب" چھپی ہے، مگر اس مین سوء اتفاق سے دو جگہ غلطی رہ گئی ہے، یا خدا جانے ہوگئی ہے،

ایک "اعراب ہو گئے ہیں قرآنِ عندلیب" کی جگہ "اعراب ہو گئے سنے ؟ قرآن عندلب" لکھا گیا ہے،

دوسری "سو ٹوٹے دل بنی جب اک افغان عندلیب" کو "سو ٹوٹے دل بنے جب اک افغان عندلیب" لکھدیا ہے،

فغان اور افغان اکثر تانیث کے ساتھ استعمال پاتے ہین تذکیر کے ساتھ شاذ و کمتر،

سیرت عمر بن عبد العزیزؒ

حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ اموی کے سوانح حیات اور ان کے مجددانہ کارنامے، طبع دوم

قیمت عہ ضخامت ۱۹۰ صفحے،

"منیجر"

باب التقریظ والانتقاد

رسائل و اخبارات کے خاص نمبر

کیا یہ سچ ہے کہ مادی دنیا کی طرح، ذہنی اور خیالی دنیا مین بھی کوئی نہ کوئی موسم آتا اور جاتا رہتا تھا، اگر یہ واقعہ ہے تو کہا جاسکتا ہے کہ آجکل تحریری عالم مین اخبارات و رسائل کے خاص نمبرون کا موسم ہے،

یون تو جب سے اردو صحافت نے میدانِ ترقی مین قدم رکھا تھا اسی وقت سے بعض اخبارات و رسائل نے خاص خاص اہم نمبر نکالنے شروع کر دیے تھے، اور ہم کو تاجپوشی نمبر، کانگریس نمبر، ہولی نمبر، عید نمبر وغیرہ دیکھنے کو مل جاتے تھے، مگر ادھر گذشتہ تین برسون سے ان خاص نمبرون نے ایک خاص عمومیت حاصل کی ہے، اور اکثر اخبارات و رسائل اپنی توسیعِ اشاعت یا مزید حصولِ اشتہارات کی کوشش مین ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کے لئے کسی موقع کو بھی ہاتھ سے جانے نہین دیتے، اور اب سالگرہ نمبر، عید نمبر، حج نمبر، رمضان نمبر، غالب نمبر، مومن نمبر، حبیب نمبر، افسانہ نمبر، اور کچھ نہین تو خاص نمبر ہی نکالتے رہتے ہین،

ان خاص نمبرون کی ایک عام خصوصیت ایک خاص قسم کی تصاویر اور افسانون کا اجتماع ہے، اس مین شک نہین کہ بعض رسائل و اخبارات کے خاص نمبر بعض اوقات بہت مفید و دلچسپ مضامین شائع کرنے مین کامیاب ہوتے ہین، لیکن اکثر ان کا مجموعہ ایک عام قسم کے مضامین سے زیادہ وقعت نہین رکھتا، اور اس کے ساتھ ہی صحافتی رشک نہین بلکہ حسد اور اس کے بعد عداوت کا رنگ صاف نمایان ہوتا ہے، جو ترقی یافتہ صحافت کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے،

اس سال کے تمام خاص نمبرون مین رسالہ زمانہ کانپور کے جوبلی نمبر کو خاص اہمیت حاصل ہے زمانہ اردو کا ایک قدیمی خدمت گزار اور اپنے مسلک کا دیرینہ مستقل مزاج راہرو ہے، پنڈت دیا نرائن نگم صاحب نے جس استقلال جس خلوص، جس قربانی جس اعلیٰ قابلیت سے ہمیشہ زمانہ کو اس کے اعلیٰ معیار پر قائم رکھا ہے اسکے لئے وہ تمام اردو دوست اصحاب کے شکر گذاری اور مبارکباد کے مستحق ہین، زیر تنقید نمبر اپنے تمام ظاہری و باطنی محاسن کی وجہ سے زمانہ کا صحیح جبلی نمبر کہلانے کا مستحق ہے، اور ہم سچے دل سے دعاگو ہین کہ خداوند تعالیٰ اسے مفید طویل زندگی عطا کرے، قیمت ڈیڑھ روپیہ،

نیرنگ خیال، ابتدا ہی سے خاص نمبرون کی اشاعت کی وجہ سے نمایان ہو چکا ہے، اس کا عید نمبر اپنی گذشتہ روایات کو باقی رکھے ہوئے ہے، اور اس نمبر مین بعض مضامین خاص توجہ کے قابل ہین، جناب اڈیٹر صاحب نے اپنے جس ڈرامہ کا ایک منظر شایع کیا ہے، اس کا پلاٹ ایک بڑی حد تک جناب سلطان حیدر جوش کے افسانہ ابن مسلم سے لیا گیا ہے، مگر افسوس کہ اس کا کہین ذکر تک نہین، تصاویر کے لحاظ سے بھی وہ کسی سے کم نہین بلکہ اس مرتبہ تاریخی تصاویر کے لحاظ اسنے خاص امتیاز حاصل کیا ہے، قیمت عہ،

مخزن، اردو کا سب سے پرانا رسالہ سمجھا جاتا ہے، وہ کئی مرتبہ مرا اور زندہ ہوا، اور اب ایک مرتبہ اس نے پھر جناب حفیظ کے ہاتھون نئی زندگی پائی ہے، وہ اسے اس کے پرانے بلند معیار تک لانے کی کوشش مین مصروف ہین، اور اس کا سالگرہ نمبر ہم کو توقع دلاتا ہے کہ انشاء اللہ وہ بہت جلد اپنے کھوئے ہوئے مرتبہ کو حاصل کرنے مین ضرور کامیاب ہوگا، دکن مین اردو، پنجابی لٹریچر، علامہ شبلیؒ فارسی شاعری کی حیثیت سے خاص مضامین ہین، قیمت ۴؍۱

ہمایون، لاہور نے بھی اپنا سالگرہ نمبر شایع کیا ہے، یہ رسالہ پہلے دن جس شان سے نکلا تھا اسی رنگ سے اب تک قائم ہے، اس کے مضامین بھی اپنی قدیمی روایات کے حامل ہین، اور ان کی روشنی مین ہم کو اس سے کسی قسم کی شکایت نہین، اردو رسائل مین اس کو خاص درجہ حاصل ہے، اور ہم خوش

کہ وہ اپنے مضامین کے ذریعہ ایک خاص خدمت انجام دیرہا ہے،

مرقع لکھنؤ نے اپنے جنوری نمبر کو افسانہ نمبر کی حیثیت سے شایع کیا ہے، اور تقریباً مشہور افسانہ نویسون کے نتائج قلم کے حصول مین کامیاب ہوا ہے، منشی پریم چند، جناب سدرشن، حضرت نیاز، جناب نعمت فراق، احسن وغیرہ کے افسانے دلچسپ ہین، مگر پنجاب کے ممتاز مسلم افسانون نگارون مین سے کسی کا بھی کوئی قصہ نہین ہے، تصاویر کی جگہ اس مین بعض ممتاز اصحاب کی تحریرون کے عکس ہین، اور امید کہ یہ خاص دلچسپی سے دیکھے جائینگے، خواتین مین جناب نذر سجاد صاحبہ اور مس ہنرو کے افسانے ہین، قیمت عہ،

نیرنگ رامپور، نے بھی اپنا خاص نمبر نکالا ہے، اور سرورق پر غالب کی تصویر ہے اور اس کا انتساب بھی انہین کے نام سے ہے، اس لئے خیال تھا کہ شاید اردو کے اس خدائے سخن کے متعلق اس مین دلچسپ مضامین ہونگے، لیکن اس حیثیت سے یہ نمبر بہت مایوس کن ہے، تاہم اس کے مضامین بھی مفید اور دلچسپی سے پڑھنے کے لائق ہین، تصاویر کی تعداد ۷ ہے، قیمت عہ،

فردوس، لاہور، فردوس لاہور کا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو گذشتہ سال سے شایع ہو رہا ہے، اس سال کی ابتدا مین اسنے اپنے نمبر ۱ و ۲ کو خاص نمبر کی صورت مین شائع کیا ہے، اور اپنے وسعت حالات کے مطابق اس کو اچھا بنانے کی پوری کوشش کی ہے، تصاویر کے لحاظ سے بھی اچھا ہے، مضامین کا انتخاب بھی قابل شکایت نہین، اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے تاریخی تصویر کی اشاعت کا انتظام بھی کیا ہے، (اگرچہ یہ تصویر ہمارے پرچہ مین نہین ہے) قیمت ۶؍

سہیلی، امرتسر، "مردون" کے رسائل کی طرح خواتین کے اس مفید رسالہ نے بھی اپنا سالگرہ نمبر شایع کیا ہے، اور ہندوستان کی اردو نسوانی دنیا کے لئے ہر قسم کے مفید و دلچسپ مضامین شایع کئے ہین، تصاویر بھی انہی سے متعلق ہین، مریم زمانی وہی حرم اکبر ہین جس کو پرجوش مسیحی مبلغ فادر ہوسٹن نے اکبر کی عیسائی بیوی ثابت کرنے کی کوشش کی تھی، اور تقریباً ۴۰ برسون سے یہ مسئلہ تاریخ دان اصحاب مین زیر بحث ہے، قیمت ۸؍

رسائل کے بعد اخبارات کی باری ہے، اور اگرچہ عید کے موقع پر زمیندار، انقلاب، خلافت وغیرہ نے خاص خاص نمبر شائع کئے، لیکن ہم کو یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ان تمام اخبارات میں انقلاب کو اولیت کا درجہ حاصل ہے، اس کے مضامین بہت ہی دقیع، پر از معلومات اور ہمہ گیر ہیں، اس کے علاوہ ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی خاص طبقہ، جماعت یا قوم ہی کے لئے لائقِ مطالعہ نہیں بلکہ ہر شخص ان سے استفادہ کرسکتا ہے، تصاویر کے بھی ہم صفحے ہیں، مگر انکار کی کمی نے ہزاروں کی عید بے مزہ کردی قیمت ۲ر

زمیندار، نے بھی تصاویر کے ساتھ اپنا عید نمبر شائع کیا ہے، لیکن مولانا ظفر علی خان جن پریشانیوں میں آج کل مبتلا رہے ہیں، ان کی بنا پر یہ نمبر زمیندار کے پچھلے خاص نمبروں سے پست رہا ہے، تاہم اس کے بھی بعض مضامین لائق مطالعہ ہیں، اور اس پریشانی کے عالم میں اس کے اس جمع خاطر اور اطمینان کی قدر کرنی چاہئے،

خلافت، اس حیثیت سے خلافت بہت مایوس کن ہے، ہم کو امید تھی کہ یہ ہندوستان کے مسلمانوں کا مرکزی آرگن اگر ملکی اور علمی مضامین نہ بھی شائع کریگا پھر بھی اس میں اسلامی دنیا کے حالات و معاملات سے متعلق مفید مضامین شائع ہوں گے اور اس طرح ایک بڑی کمی پوری ہو جائیگی، مگر ہم کو سخت مایوسی ہوئی، کیا ہم امید کرسکتے ہیں کہ محترم اڈیٹر صاحب آئندہ اس کو زیادہ مفید بنانے کی کوشش کریں گے، قیمت ۴ر

نظام گزٹ، حیدر آباد، اگرچہ اس ہفتہ وار اخبار کو نکلے زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہے، پھر بھی اس نے مملکت آصفیہ میں خاص وقعت و عزت حاصل کرلی ہے، اور ہندوستان میں بھی دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے، اس کا زیر تنقید سالگرہ نمبر اپنی روایات کے مطابق ہے، ہم کو امید ہے کہ یہ رسالہ مملکت آصفیہ اور دوسرے حصص ملک میں ایک ہمدردانہ فضا پیدا کرنے میں کامیاب ہوگا، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے ذریعہ حیدرآباد کی تاریخ، اور اس کے موجودہ علمی و ملکی مساعی سے ملک کو روشناس کیا جائے، قیمت ۸ر

مہاجر دیوبند، دار العلوم کے اساتذہ و طلبہ کی اصلاح طلب جماعت کا نقیب ہے، اس نے اپنا رمضان نمبر شائع کیا تھا، یہ نمبر رمضان سے متعلق مذہبی معلومات کا مجموعہ ہے، اس کے علاوہ دوسرے مضامین بھی ہیں قیمت ۲ر

جمعیۃ، دہلی، یہ اخبار جمعیۃ العلمار ہند کا آرگن ہے، مولوی ابو الاعلیٰ مودودی جنکی بخیدہ نگاری یقیناً داد کی مستحق ہے، اس کے اڈیٹر ہیں، اس نے عید میلاد کے موقع پر اپنا حبیب نمبر شائع کیا تھا، اس کے مضامین سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر مفید روشنی ڈالتے ہیں، اور اس لئے لائقِ مطالعہ ہے، قیمت درج نہیں،

اتحاد پٹنہ صوبہ بہار کے اردو اخبارات میں سب سے پرانا ہے، پہلے وہ صوبہ کے قدیم دار السلطنت بہار سے شائع ہوتا تھا، اور اب جدید دار السلطنت سے نکلتا ہے، حال ہی میں اس نے بھی اپنا سالگرہ نمبر شائع کیا ہے، صوبہ بہار کی اولین کوشش کے لحاظ سے یہ قابل قدر ہے اور ہم کو امید ہے کہ نقش ثانی اس سے بہتر ثابت ہوگا، مگر اس کے ساتھ اس کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محترم مدیر مضامین سے زیادہ مضمون نگاروں کے اسمار سے مرعوب ہی نہیں بلکہ فریب خوردہ نظر آتے ہیں، ہم کو بڑے ناموں کی جگہ اچھے مضامین کی فکر کرنا چاہئے، "علامہ" سیماب اکبرآبادی کی نظم، اپنے مشہور محاسن کی وجہ سے دانایانِ فن کے لئے بہت کچھ سامانِ تفریح بہم پہونچارہی ہے، اس میں متعدد تصاویر بھی ہیں، قیمت عہ،

آخر میں ہم ان منتظمینِ اخبارات و رسائل سے جو تصاویر کے شائع کرنے کے زیادہ شائق ہیں گذارش کرینگے کہ وہ اپنے انتخاب کو وسیع و بلند تر کریں، مناظرِ فطرت، مشاہد تاریخی، عجائب مخلوقات، اکابر رجال، نقوشِ تمدن ہر ہر جن سے، تاریخی، اور دوسرے زندہ مصورین کی تصاویر کی اشاعت کا انتظام بھی کریں، یہ کیا معیوب ہے کہ صرف جناتی جمال کی ایک درجن تصاویر یا ایسی تصاویر جن کے بلاک کسی ایک شخص نے بنائے ہیں، پھر پھر کر زیب رسائل کئے جاتے ہیں، اگر واقعی رسالہ کے اس پہلو کو نمایاں کرنے کی خواہش ہے تو ان اصحاب کو اس کے لئے بھی جدوجہد کرنا چاہئے، ہندوستان کے عجائب خانوں، کتب خانوں اور شخصی مجموعوں میں انکی کمی نہیں، دوسرے کیلنڈروں، سینما اور سگریٹوں کی تصاویر سے اگر اجتناب کیا جائے تو بہتر ہے،

اس کے علاوہ اگر افسانوں کی کثیر تعداد کو گھٹا کر ان کی جگہ علمی یا تاریخی، اقتصادی مضامین کو دیجائے تو زیادہ بہتر ہے، اقتصادیات کے لحاظ سے ہمارے رسائل بالکل غریب ہیں،

"ن"

مطبوعات جدیدہ

مسلم ریویو، مدت سے مسلمانوں کو اس بات کی آرزو تھی کہ جس طرح ہندوستان کی دوسری قومون کے متعدد علمی و ادبی رسائل انگریزی زبان مین شایع ہوتے ہین، اسی طرح ان کے بھی بہترین رسائل نکلتے اور وقتاً فوقتاً اگرچہ اس "مقدس خواہش" کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی گئی، لیکن ہمیشہ مالی مشکلات نے اس قسم کی ہر کوشش کا گلا گھونٹ دیا، مگر اب گذشتہ سال سے اس ملک مین کم از کم دو ایسے سہ ماہی اسلامی رسالے شایع ہو رہے ہین، جن پر مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتے ہین، وہ اسلامک کلچر، حیدر آباد اور زیر تنقید رسالہ مسلم ریویو ہین،

کلکتہ کا مسلم انسٹیٹیوٹ اپنی قدیمی، علمی، معاشرتی و اجتماعی مساعی کی وجہ سے صوبہ بنگال مین خاص شہرت اور نمایان حیثیت رکھتا ہے، اور ملک کی شاید ہی کوئی بڑی ہستی ایسی ہوگی، جس کے استقبال کا اس کو شرف حاصل نہ ہوا ہو، اب سے برسون پہلے بھی اسی مجلس نے ایک علمی رسالہ شایع کیا تھا اور اس مین بہت ہی بیش قیمت مضامین شایع ہوتے تھے، مگر وقت نے اس کا ساتھ نہ دیا، اور چند سالون کی پُر آزمایش زندگی کے بعد اس کا خاتمہ ہو گیا، اب اسی مجلس نے ایک سال سے پھر کمر ہمت باندھ کر مسلم ریویو کے نام سے ایک جدید رسالہ شایع کرنا شروع کیا ہے، اور اس وقت تک اس کے جو پانچ نمبر شایع ہو چکے ہین، ان کو دیکھکر بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اسلامی و علمی زاویۂ نگاہ سے بہترین رسائل مین ہے خصوصاً آخری نمبر جو دوسری جلد کی پہلی قسط ہے ہم کو اس بات کے کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ یہ رسالہ ظاہری و معنوی دونون حیثیتون سے بلند ہو رہا ہے، اس رسالہ کے مضامین عالمانہ و محققانہ ہین، ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب غالب پر انگریزی مین ایک کتاب لکھ رہے ہین،

اس کے دو ابواب اس مین شایع کئے گئے ہین، مسٹر ایس، این، داس گپتا کا مضمون اسلامی و سنسکرت ادبیات بہت پر از معلومات و دلچسپ ہے، اسی طرح ڈاکٹر صلاح الدین خدا بخش خان صاحب کا تعلیمی خطبہ بھی بہت خوب ہے، لیکن سب سے بہتر مضمون، ہمارے نوجوان پروفیسر محفوظ الحق ایم، اے کا ہے، جو انھون نے کلکتہ کے ایک علم دوست مشہور بنگالی وکیل کے ذخیرۂ تصاویر و کتب پر لکھا ہے، یہ مضمون اس ذخیرہ کے مجموعۂ فن خطاطی سے متعلق ہے اور مضمون نگار نے نہ صرف اپنے عالمانہ مضمون کے ذریعہ بلکہ اساتذہ کی تحریرون کی تصاویر کے ذریعہ اس کو بہت دلچسپ و مفید بنا دیا ہے، ہم تمام علم دوست انگریزی دان اصحاب سے اس کی سرپرستی کی پُر زور درخواست کرین گے، سالانہ چندہ ﷲ پتہ منیجر مسلم ریویو ۲۱ ویلسلی اسکوائر کلکتہ،

کرشمۂ تقدیر، یہ افسانہ جناب سید ہمایون مرزا صاحب بیرسٹر حیدر آباد دکن کی قوت خیال کا نتیجہ ہے، اس کے ذریعہ انھون نے پردہ، تعلیم نسوان، عقد ثانی، سیاسیات اور اس قسم کے متعدد ضروری مسائل پر بحث کی ہے، نیز ابتدا مین فن افسانہ نویسی پر ایک مختصر لیکن اچھا مقدمہ بھی ہے، یہ افسانہ ۱۹۱۶ء ہی مین شایع ہوا تھا، صفحات ۲۲۴، قیمت عہ، پتہ:- مصنف سے ہمایون نگر، حیدر آباد دکن،

مشیر نسوان، جناب صغریٰ ہمایون بیگم اپنے سفر نامہ اور دوسری تصانیف و علمی خدمات کی وجہ سے محتاجِ تعارف نہین، ان کا یہ افسانہ آج سے ۲۲ سال پہلے شایع ہوا تھا، اور اب یہ دوسری مرتبہ چھپا ہے، اس وقت کے ملک کے اصحاب رائے نے اس کی بہت داد دی تھی، اور واقعہ بچیون کی تعلیم اور اسلامی معاشرت کے لحاظ سے یہ کتاب مفید ہے، زبان بھی بہت اچھی ہے، اول الذکر افسانہ سے زیادہ اس مین حقیقت کا رنگ نمایان ہے، صفحات ۳۳۰، قیمت درج نہین، پتہ:- درج نہین شاید مصنفہ سے مل سکے،

جمال ہمنشین محترمہ خاتون اکرم ایک نوجوان مرحومہ خاتون مولانا راشد الخیری کی بہو تھین مرحومہ بلند مذاق انشا پرداز خاتون تھین، جن سے ہندوستان کی نسوانی ادبی دنیا کو بہت کچھ توقعات تھین

لیکن افسوس کہ زمانہ نے ان کو فرصت حیات نہ دی، اور جناب اڈیٹر صاحب عصمت دہلی نے مرحومہ کے تمام ذخیرہ کو جناب راشد الخیری صاحب کے دیباچہ کے ساتھ جمال ہمنشین کے نام سے شایع کیا ہے، اگر یہ حقیقت تسلیم کرلیجائے کہ برے واقعات پہلے ہی سے اپنا پرتو ڈالنا شروع کر دیتے ہیں تو ہم کو نظر آئیگا، کہ مرحومہ کے اکثر مضامین میں حسرت و یاس، نامرادی و ناکامی کی تصویر موجود ہے، اور جو شخص بھی ان کی جوانا مرگی کے واقعے سے متاثر ہوئے بغیر ان مضامین کو نہیں پڑھ سکتا، طباعت و کاغذ بہت بہتر ہے، صفحہ ۲۰۰، قیمت ۲ روپیہ، پتہ منیجر عصمت دہلی،

انتخاب کلیات سودا، یہ انتخاب نیشنل پریس کے سلسلۂ ادبیات اردو کی ۲ وین کڑی ہے، اس کے مرتب جناب مطلب حسین صاحب بی، اے، عالی لکھنوی ہیں، اردو ادبیات کے ابتدائی دور نظم میں شاید میر و سودا ہی وہ خوش قسمت شعرا ہیں جن کے کلیات کو یہ شرف حاصل ہوا، ان کا قدیم ترین مطبوعہ کلیات شاید وہ ہے جو ٹائپ میں کلکتہ میں چھپا تھا، اس کے بعد مطبع نول کشور نے اسے شایع کیا، میر صاحب کے کلام کے متعدد انتخابات شایع ہو چکے ہیں، اور ضرورت تھی کہ کلام سودا کا بھی اس قسم کا انتخاب شایع کیا جاتا، ہم حضرت عالی کو اس کوشش پر مبارکباد دیتے ہیں، ابتدا میں سودا کے حالات اور ان کی شاعری پر تنقید ہے، اگر اسی تنقید کے سلسلہ میں یہ بھی دکھا دیا جاتا کہ ان سے پہلے اردو کی کیا حالت تھی، اور انھوں نے زبان و محاورات کی صفائی میں کیا خدمات انجام دیں، تو شاید بیجا نہ ہوتا، انتخاب میں ہر صنف شاعری کا نمونہ موجود ہے، اردو غزلوں کے بعد فارسی اشعار کا بھی انتخاب ہے، رہا نفس انتخاب کے متعلق کچھ کہنا تو ظاہر ہے، کہ ہر شخص اپنے مذاق کے مطابق اشعار چن لیتا ہے، بہر حال اس کے ساتھ ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ سودا کے ایک طالب علم کے لئے یہ انتخاب بہت کافی ہے، اس سے انکی شاعری کے ہر صنف کے متعلق مستقل رائے قائم کیجا سکتی ہے، لکھائی چھپائی اچھی ہے، صفحات ۲۰۰، کتاب مجلد ہے، پتہ: رام نراین لال صاحب تاجر کتب الہ آباد،

"ن"

مجلد بست و یکم | ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۲۸ء | عدد ۵

مضامین